رجسٹرڈ ای۔پی۔ نمبر ۱۸۶

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

بدر

ہفت روزہ — قادیان

ایڈیٹر:۔
برکات احمد راجیکی
اسسٹنٹ ایڈیٹر
محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ سالانہ
چھ روپے
فی پرچہ
۰۲/

تواریخ اشاعت:۔ ۷ - ۱۴ - ۲۱ - ۲۸

جلد (۱)	۲۸ ماہ ظہور ۱۳۳۱ ہش۔ ۶ ذوالحجہ ۱۳۷۱ھ مطابق ۲۸ اگست ۱۹۵۲ء	نمبر (۲۴)

عشقِ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم

کلام سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

محمدؐ پر ہماری جاں فدا ہے — کہ وہ کوئے صنم کا رہنما ہے
مرا دل اس نے روشن کر دیا ہے — اندھیرے گھر کا وہ مہر دیا ہے
خبر لے اے مسیحا دردِ دل کی — ترے بیمار کا دم گھٹ رہا ہے
مرا ہر ذرّہ ہو قربانِ احمدؐ — مرے دل کا یہی اِک مدّعا ہے
اسی کے عشق میں نکلے میری جاں! — کہ یادِ یار میں بھی اِک مزا ہے
مجھے اس بات پر ہے فخر محمود — مرا معشوق محبوبِ خدا ہے
سنو اے دشمنانِ دینِ احمدؐ — نتیجہ بد زبانی کا برا ہے
کساں کو اِک نظر دیکھو خدارا — جو بوتا ہے اُسی کو کاٹتا ہے
محمدؐ کو برا کہتے ہو تم لوگ — ہماری جان و دل جس پر فدا ہے
محمدؐ جو ہمارا پیشوا ہے — محمدؐ جو کہ محبوبِ خدا ہے
ہو اس کے نام پر قربان سب کچھ — کہ وہ شاہنشہ ہر دو سرا ہے
اسی سے میرا دل پاتا ہے تسکین — وہی آرام میری رُوح کا ہے
خدا کو اس سے مل کر ہم نے پایا — وہی اِک راہِ دیں کا رہنما ہے
پس اس کی شان میں جو کچھ ہو کہتے — ہمارے دل جگر کو چھیدتا ہے
شرارت اور بدی سے باز آؤ — دلوں میں کچھ بھی گر خوفِ خدا ہے
بزرگوں کو ادب سے یاد کرنا! — یہی اکسیر ہے اور کیمیا ہے

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

ربوہ مبارکہ ۲۵ راگست۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے بذریعہ تار اطلاع فرماتے ہیں کہ:۔

"سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی طبیعت پہلے سے اچھی ہے۔ لیکن بائیں پاؤں میں کسی قدر درد ہے"

احباب اپنے مقدس آقا کی صحت کاملہ، درازی عمر اور مقاصد عالیہ میں کامیابی وکامرانی کے لئے دعا فرماتے رہیں۔

مصائب و شدائد میں انعامات الٰہیہ پوشیدہ ہوتے ہیں

(از سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ)

فرمایا:

دیکھا گیا ہے۔ کہ جس زمانہ کو انسان بڑا تلخیوں کا زمانہ سمجھتا ہے۔ اصل میں وہی اس کے لئے زمانہ ہوتا ہے جس میں صبر اور تحمل سے کام لینے پر سب تلخیئیں دور ہوسکتی ہیں۔ ایک شخص نے حسن بصری سے پوچھا کہ تم کو غم کب ہوتا ہے۔ اس نے جواب دیا۔ جس وقت مجھے کوئی غم نہ ہو۔ اس وقت ہی غم ہوتا ہے۔ اگر سوچ کر دیکھا جائے۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ جو بڑی بڑی تلخیئیں، مصائب اور شدائد انسان پر وارد ہوتے ہیں انہی میں بڑے بڑے پوشیدہ انعامات ہوتے ہیں۔

دیکھو جس دن انسان کو شدت سے بھوک لگے اس دن کھانے کا زیادہ مزا آتا ہے ایسے ہی روزہ دار جب افطار کیوقت پانی پیتا ہے تو جو مزہ اُسے اُسوقت آتا ہے معمولی پانی پینے سے وہ مزا نہیں آتا۔ ایسے ہی سفر میں بھوک لگنے کے بعد کھانا کھانے سے جو مزا آتا ہے۔ وہ عام کھانے میں نہیں آتا۔ دنیا کی وضع ہی کچھ ایسی بنی ہے۔ کہ درد کے بعد ہی راحت ہوتی ہے"۔

(الحکم ۱۷ ستمبر ۱۹۰۷ء)

ولادت قریشی یونس احمد صاحب اسلم درویش کے ہاں مورخہ ۱۸ ۸ ۵۲ کو لڑکا تولد ہوا۔ خدا تعالےٰ مبارک کرے اور خادم دین اور لمبی عمر والا بنائے۔ آمین۔

اعلان نکاح

مورخہ ۱۵ ۸ ۵۲ کو مکرم جناب مولوی محمد سلیم صاحب فاضل رئیس التبلیغ کلکتہ نے برادرم مولوی عبید الرحمان صاحب فانی مبلغ سلسلہ کا نکاح محترمہ منورہ سلطانہ صاحبہ بنت محمد سعید صاحب سیکرٹری مال جماعت احمدیہ بھرت پور ضلع مرشد آباد سے بعوض ۳۱۳ روپے مہر پر اور برادرم مولوی عبد المطلب صاحب مبلغ سلسلہ کا نکاح محترمہ صابرہ خاتون صاحبہ بنت مکرم محمد یعقوب حسین صاحب مرحوم ساکنہ بہرام پور ڈاکخانہ بھرت پور ضلع مرشد آباد مغربی بنگال سے بعوض ۳۱۳ روپے مہر پر پڑھا۔ اللہ تعالیٰ ان ہر دو رشتوں کو بابرکت بنائے۔ آمین:۔

(خاکسار مرزا ظہیر الدین منور احمد انسپکٹر بیت المال)

ہم!

از جناب نعمت انور یادگیری

تعمیر پھر سے گلشن دوراں کریں گے ہم
یہ عزم ہے کہ زلیست کا ساماں کریں گے ہم

روئے زمیں پہ صبح کے جلوے بکھیر کر
ظلمت کا تار، تار گریباں کریں گے ہم

عالم کی سوگوار فضاؤں کو ہمنشیں
مثل فضائے صبح درخشاں کریں گے ہم

سینوں میں آرزوئے بہاراں لئے ہوئے
ویرانۂ جہاں کو گلستاں کریں گے ہم

ہر دل میں جوش عزم ویقین کو اُبھار کے
انور عمل کی جنس کو ارزاں کریں گے ہم

قائد مجلس خدام الاحمدیہ توجہ فرمائیں

دفتر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ سے وقتاً فوقتاً آپ کی خدمت میں اطفال الاحمدیہ کے پروگرام کے متعلق خط وکتابت ہوتی رہی ہے۔ لیکن ۴۷ء کے بعد اطفال الاحمدیہ کا کام تسلی بخش نہیں ہوسکا۔ قائدین مجلس اپنی اولین فرصت میں اس طرف توجہ فرمادیں اس سے قبل ٹریکٹ "نظام اطفال الاحمدیہ" تمام مجالس میں بھجوایا جاچکا ہے اسکے مطابق مربی بناکر باقاعدہ کام شروع کریں اور اطفال کی فہرست اور ٹریکٹ کے صفحہ پانچ تک کے ماتحت اطفال کے فارم پُر کر کے مرکز میں بھجوائیں۔ شرح کے مطابق چندہ کا بھجوانا بھی ضروری ہے۔ اطفال کے لئے بیج مرکز سے چھ آنے کا مل سکتا ہے۔ اس کے لئے بھی آرڈر بھجوائیں۔

بچپن میں ہی اخلاق کی داغ بیل پڑتی ہے

(مہتمم اطفال الاحمدیہ قادیان)

درخواستہائے دعا

۱۔ احقر ایک ماہ سے کھانسی اور بخار کے عارضہ سے صاحب فراش ہے متعدد ٹیکے کرائے ہیں۔ لیکن تاحال صحت نہیں ہوئی۔ تمام احباب سے صحت کاملہ عاجلہ کے لئے درخواست دعا ہے۔ (محمد احمد حسین وکیل شورا پور)

۲۔ میرے والد محترم خواجہ محمد عبد اللہ صاحب بیمار ہیں۔ اور برادرم خواجہ عبد الغفور صاحب اور ان کی اہلیہ صاحبہ بھی بیمار ہیں۔ نیز خاکسار خود بھی بعض مشکلات میں ہے از راہ کرم تینوں کی صحت کاملہ عاجلہ اور ازالہ مشکلات کے لئے دعا فرمادیں۔ خاکسار خواجہ عبد الستار درویش قادیان

۳۔ خاکسار عرصہ چار سال سے بیمار ہے۔ مہربانی فرماکر تمام احباب میری کامل صحت کیلئے دعا فرمائیں۔ خاکسار میر رفیع احمد درویش قادیان۔

۴۔ اہلیہ صاحبہ خان بہادر چوہدری ابو الہاشم خاں صاحب بیمار رہتی ہیں۔ اور اکثر مالی مشکلات میں سے گذر رہی ہیں۔ تمام احباب سے درخواست دعا ہے۔ (ولی احمد چوہدری بنگال درویش قادیان)

امرت بازار پتریکا کے قابلِ اعتراض مضمون پر حکومت کا مستحسن اقدام

گذشتہ دنوں ہندی اخبار امرت پتریکا الہ آباد نے جو قابلِ اعتراض اور گستاخانہ عبارت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے خلاف تحریر کی تھی۔ اس کی مذمت ہندوستان کے طول وعرض میں مسلمانوں نے کی۔ اور اپنی تکلیف اور دکھ کا اظہار ارباب حل وعقد کے سامنے کیا۔ یہ خوشی کی بات ہے کہ حکومت نے اس قابلِ مذمت اور شنیع حرکت کے ارتکاب کرنے والے کے خلاف جس نے کروڑہا مسلمانوں کے قلوب کو چھلنی کیا۔ مقدمہ چلانے کا فیصلہ کیا ہے۔ اور اسبارہ میں کارروائی ہو رہی ہے۔

اس ضمن میں کانپور اور بعض اور جگہ کے کچھ مسلمانوں نے شدت تکلیف کی وجہ سے ایسے رنگ میں بھی مظاہرے کئے ہیں۔ جو قابلِ اعتراض سمجھے جاتے ہیں۔ بے شک ہم بھی ہر غیر قانونی اور بے ضابطہ حرکت کی مذمت کرتے ہیں۔ بالخصوص یوم آزادی کی تقریب پر بعض مسلمانوں کا اس ملکی اور قومی تہوار میں شمولیت نہ کرنا افسوسناک ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ان مسلمانوں کے جذبات بے حد مجروح تھے۔ اور ان کو بہت زیادہ تکلیف اور دکھ تھا۔ لیکن پھر بھی خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے احترام کا تقاضا یہ تھا کہ مسلمان آپ کے ارشادات کو اس موقعہ پر بھی فراموش نہ کرتے اور جبکہ اسلام کی مقدس تعلیم کا یہ حکم ہے کہ مسلمان حکومت کے ساتھ تعاون کریں اور کسی قسم کے فساد اور فتنہ کا طریق اختیار نہ کریں۔ تو مسلمانوں کو چاہیئے تھا۔ کہ اس موقعہ پر بھی اسلامی تعلیم کا بہترین نمونہ پیش کرتے اور ان میں ایک بھی ایسا نہ ہوتا جو اس اعلےٰ معیار پر پورا نہ اترتا۔

بے شک ملک میں جو عام رَو چلائی جا رہی ہے۔ اور جن طریقوں اور مسالک کو قابلِ تعریف ظاہر کیا جا رہا ہے۔ وہ خود ملک میں امن وامان پیدا کرنے اور فتنہ وفساد کو روکنے کے منافی ہیں۔ لیکن تاہم مسلمانوں کو قرآن اور اسلام کی پرامن تعلیم کو مدنظر رکھنا چاہیئے۔ اور اور دیگر کے غیر اسلامی نظریات آزادی سے جو یقیناً امن وامان کے لئے ممد نہیں متاثر نہ ہونا چاہیئے۔

یہ بات افسوس سے کہنی پڑتی ہے کہ خود کانگرس اور بعض دوسری پارٹیوں نے اہلِ ملک کی صحیح رنگ میں رہنمائی وتربیت کرنے کی کوشش نہیں کی۔ جب بھی ان کی طرف سے کسی بغاوت یا ایجی ٹیشن کے طریق کو سراہا جاتا ہے یا ایسے افعال کے ارتکاب کرنے والوں کو نیتا، لیڈر، اور ہیرو گردانا جاتا ہے۔ تو خواہ ایسے بے ضابطہ اور امن شکن طریق غیر ملکی برطانوی حکومت میں برداشت کئے گئے۔ وہ یقیناً قابلِ اعتراض اور قابلِ مذمت ہیں اور ان کو اب صرف اس بناء پر سراہنا کہ ان سے انگریزی یا اسلامی حکومت کے زمانہ میں کسی تحریک کو پروان چڑھانے کے لئے کام لیا گیا تھا یا ان ذرائع سے پہلی حکومتیں کمزور اور ناکارہ ہوئیں سوائے اس کے اور کوئی نتیجہ پیدا نہیں کر سکتا کہ ہم اپنی ملکی اور جمہوری حکومت میں بھی عوام کو عدم تعاون، ایجی ٹیشن اور بغاوت کا عادی بنائیں۔ اور ملک میں فتنہ وفساد کی آگ کو مشتعل کریں اور اپنی حکومت کو کمزور کریں۔

پس جہاں حکومت کا یہ فرض ہے کہ وہ اقلیتوں کے جذبات کا خود بھی بغیر کسی پروٹسٹ یا ایجی ٹیشن کے احترام کرے۔ وہاں حکومت اور عوام کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ کسی ایسے طریق کو قابلِ تعریف قرار نہ دے۔ جس سے بغاوت اور فتنہ وفساد کا دروازہ کھلتا ہو۔ خواہ ایسی تحریک اور طریق برٹش راج میں اختیار کیا گیا یا اسلامی حکومت کے دوران میں جاری رکھا گیا۔ کیونکہ عوام جب مشکلات اور مصائب اور کے پہاڑوں کے نیچے دبے ہوئے ہوتے ہیں اور ان سے نکلنا چاہتے ہیں تو وہ ملکی اور غیر ملکی کا فرق نہیں پہچانتے۔ بلکہ ہر ممکن طریق جو وہ اپنے حقوق کے تحفظ کا اختیار کر سکتے ہیں۔ اختیار کر لیتے ہیں۔ خواہ اس سے قومی اور ملکی مفاد کو کیا ہی نقصان کیوں نہ پہنچے۔

اس موقعہ پر نہایت افسوس سے اس بات کا اظہار بھی کرنا پڑتا ہے کہ دہلی کے اخبارات کے نامہ نگاروں (رپورٹرز ایسوسی ایشن) نے ایک ہنگامی اجلاس کر کے حکومت اتر پردیش کے اس اقدام پر جو اس نے امرت پتریکا کے ایڈیٹر وغیرہ پر مقدمہ چلانے کی صورت میں کیا ہے۔ احتجاج بلند کیا ہے۔ اور اس مقدمہ کو واپس لینے کے لئے زور دیا ہے۔ جب تک ہمارے ملک میں یہ ذہنیت کارفرما ہے۔ کہ مجرم کی محض اسلئے پشت پناہی کی جائے۔ کہ وہ اپنا ہم قوم یا ہم مشرب ہے۔ اس وقت تک کبھی بھی ملک کی اصلاح نہیں ہو سکتی۔ جس مجرم کو اس بات کا علم ہو کہ اس کے ارتکاب جرم پر اس کی اپنی قوم اس کی پیٹھ ٹھونکے گی۔ وہ کبھی بھی جرم کے ارتکاب سے رُک نہیں سکتا

اگر محبانِ وطن ملک کی صحیح معنوں میں اصلاح و درستی چاہتے ہیں تو ان کو چاہیئے کہ جس قوم یا سوسائٹی میں سے کوئی شخص جرم یا قابلِ اعتراض حرکت کا ارتکاب کرے تو وہ سوسائٹی یا قوم اس کی اور اس کے فعل کی مذمت کرے۔ تاکہ آئندہ وہ ایسی حرکات کے ارتکاب سے رُک سکے۔

اگر اس طریق پر عمل نہ کیا گیا تو ہمارا ملک کبھی بھی جرم سے پاک نہ ہو سکے گا۔ اور ہم دنیا کے آزاد م

مغویہ عورتوں کی بازیابی!

معلوم ہوا ہے کہ مغربی پاکستان میں اغوا شدہ عورتوں کی بازیابی کا کام کرنیوالی کمیٹی کا کیٹ فاسلیٹ ہندوستان آنا چاہتا ہے کہ دونوں ملکوں میں ایسی عورتوں کی بازیابی اور بحالی کا کام دوبارہ شروع کیا جا سکے۔ اور وہ ظالموں کے چنگل سے آزاد ہو کر اپنے اپنے وارثوں کے پاس پہنچ سکیں۔ اس کمیٹی کے صدر شیخ صادق حسن صاحب نے بتایا ہے کہ ۲۶ ہزار ایسی اغوا شدہ عورتیں اور بچے جن کے ناموں سے حکومت ہند کو مطلع کر دیا گیا تھا اب تک ہندوستان میں موجود ہیں۔ حالانکہ پاکستان میں ایسی عورتوں اور بچوں کی تعداد نو ہزار سے بھی کم ہے۔

افسوس ہے کہ مغویہ عورتوں کی بازیابی کے اس اہم کام میں دونوں فریقین سے بہت ہی کوتاہی اور بے توجہی برتی گئی ہے۔ اگر شروع شروع میں اس مہم کو پورے زور سے چلایا جاتا تو اب جو دقتیں اور مشکلیں اس کار خیر کے رستے میں حائل ہیں وہ نہ ہوتیں۔ اگر گذشتہ پانچ سال کے بازیابی کے کام پر نظر ڈالی جائے تو افسوس سے اس بات کا اظہار کرنا پڑتا ہے کہ دونوں حکومتوں کو اس معاملہ میں بہت ہی کم کامیابی ہوئی ہے

اب نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ اغوا شدہ عورتیں خود بھی بازیابی کے کام میں روک بن رہی ہیں جن عورتوں کو اپنے عزیز و اقارب سے جدا ہوئے پانچسال گذر گئے اور انکو متواتر یہ بتایا گیا کہ انکے رشتہ دار مر مٹ چکے ہیں۔ اور دوسرے ملک میں جا کر ان کا کوئی پرسان حال نہ ہوگا۔ یہ عورتیں اس لمبی مدت میں کئی کئی بچوں کی مائیں بھی بن چکی ہیں۔ ان حالات میں یہ کسطرح ممکن ہے کہ وہ اپنے موجودہ ماحول سے جدا ہو کر اور اپنے بچوں کو لیکر اپنے ورثاء کے پاس جانے کے لئے بخوشی تیار ہوں۔ اگر حکومت ہندوستان اور پاکستان کی یہ خواہش ہے کہ وہ ان مظلوم اور آفت رسیدہ عورتوں کو بازیاب کر کے انکے ورثاء تک پہنچائیں اور اس بد اخلاقی کو روکیں جو انکے ناجائز طور پر غیر گھروں میں ڈالنے کیوجہ سے روا رکھی گئی ہے تو انکو چاہیئے کہ کوئی مؤثر قدم اس بارہ میں اُٹھائیں۔ یہ بات تو انتہائی طور پر مشکل ہے کہ اغوا کنندہ ان عورتوں کو پاس رکھنا چاہیں وہ عورتیں خود بھی اس ماحول سے نکلنے کیلئے آمادہ نہ ہوں۔ اور پھر بھی حکومت کی پولیس اور افسران انکی بازیابی میں کامیاب ہو جائیں گذشتہ تجربہ بھی بتاتا ہے کہ دونوں حکومتیں اس معاملہ میں ناکام ہو چکی ہیں۔ پس ہماری تجویز یہ ہے کہ دونوں حکومتیں اس غرض کے لئے کافی رقم انعام کی مقرر کریں کہ جو شخص کسی اغوا شدہ عورت کا پتہ بتائے گا جو اس کی بازیابی پر منتج ہو اس کو مثلاً پانچ صد روپیہ انعام دیا جائے گا۔ اس طرح تحریص وترغیب دلانے سے امید ہے کہ اس کام میں کافی کامیابی ہو سکیگی۔

علاوہ ازیں اگر حکومتوں کی طرف سے کوئی مناسب تاریخ مقرر کر دی جائے۔ اور اس قانون کا اعلان کر دیا جائے کہ اس تاریخ کے بعد اگر کسی شخص کے پاس کوئی اغوا شدہ عورت پائی گئی تو اس کو سخت سزا دی جائے گی۔ اور اس اعلان کے مطابق پوری طرح عمل درآمد ہو تو امید ہے کہ اس معاملہ میں حکومتوں کو کامیابی ہو سکے گی۔

رقم کی تفصیل درکار ہے!

مبلغ ۱۸۰ روپے کی رقم زیر کوپن نمبر ۱۷۸۲ / ۵۱-۳-۱۵ جماعت لبنہ ضلع رائے پور کی طرف سے سلیمہ بیگم صاحبہ کے حساب میں داخل خزانہ ہوئی ہے اس رقم کی تفصیل درکار ہے کہ کیا یہ سلیمہ بیگم کی رقم ہے۔ یا جماعت لبنہ کی۔ اگر سلیمہ بیگم کی ہے تو ان کا نمبر وصیت ولدیت وغیرہ کیا ہے۔ سلیمہ بیگم صاحبہ کی وصیت کا کوئی ریکارڈ دفتر ہذا میں نہیں ہے۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

۲ حاسد کی صف میں کبھی بھی عزت واحترام کے ساتھ کھڑے نہ ہو سکینگے

خطبہ جمعہ

عقیدے کا تعلق خدا تعالیٰ سے ہے کسی حکومت کو اس میں دخل دینے کا اختیار حاصل نہیں ہے

جہاں تک حکومت کے قوانین کا سوال ہے تم ان کی پابندی کرو

جہاں تک عقائد کا سوال ہے تم ان پر مضبوطی سے قائم رہو

از سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ ۱۸ اگست ۱۹۵۲ء بمقام ربوہ
مرتبہ: سلطان احمد صاحب پیرکوٹی

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-
اللہ تعالیٰ نے انسان کو

مرکب القویٰ

بنایا ہے اور انسان کے حالات بھی مرکب قسم کے ہوتے ہیں۔ اس سے ایک ہی قسم کے اخلاق اور عادات کا اظہار نہیں ہوتا۔ اور یہی فرق دراصل انسان اور حیوان میں ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اسلام کو وسطی مذہب قرار دیا ہے۔ کیونکہ اس کے ماننے والے درمیانی طریق پر چلتے ہیں۔ یعنی ان کو ایسے احکام ملتے ہیں جو بظاہر متضاد ہوتے ہیں۔ لیکن ایک مومن ان کے درمیان ہو کر چلتا ہے۔ یہی وہ مسئلہ ہے جس کو ہماری شریعت میں تمثیلی زبان میں پل صراط قرار دیا گیا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جنت میں جانے والے لوگ ایک پل پر سے گزریں گے جو

تلوار کی دھار سے زیادہ تیز

اور باریک ہوگا۔ مومن تو اس پر سے گذر جائیں گے۔ اس لئے کہ ان میں یہ قابلیت ہوگی کہ وہ درمیانی راستہ پر سے گزریں لیکن دوسرے لوگ گر جائیں گے کیونکہ ان میں یہ طاقت نہیں ہوگی کہ وہ درمیانی راستہ کا خیال رکھیں۔

میں نے اعلان کیا تھا کہ اگر ہم نے

حکومت سے ٹکرانا نہیں

اور یقیناً ہم اس سے نہیں ٹکرائیں گے۔ تو ہمیں بعض غیر اہم امور کو چھوڑنا پڑے گا۔ اول تو آجکل کوئی حکومت ایسا قانون نہیں بنا سکتی جس سے کسی فرد کو اس کے مذہبی فرائض سے روکا جائے۔ وہ ایسا قانون اسی وقت بنا سکتی ہے جب وہ ساری دنیا سے ٹکر لینے کے لئے تیار ہو جائے۔ دنیا کے لوگ اب ایک دوسرے سے اتنے قریب ہو چکے ہیں کہ وہ دوسری حکومت کے احکام پر نکتہ چینی کر سکتے ہیں بعض دفعہ بعض حکومتیں سختی بھی کرتی ہیں۔ مثلاً ترکی نے حکم دیدیا تھا کہ مسلمان اذان ترکی زبان میں دیا کریں اور ایک مدت تک حکومت نے اس قانون کو قائم بھی رکھا۔ لیکن پھر دنیا سے متاثر ہو کر عربی زبان میں اذان دینے کی اجازت دے دی۔ اسی طرح بعض اور حکومتوں نے

افراد کے مذہب

میں روکیں ڈالیں۔ اور پھر یہ روکیں ہٹا دی گئیں روس میں بھی جو مادر پدر آزاد کہلانے کا مستحق ہے ایسے دور آتے ہیں۔ جن میں مخالف حکومتوں کے اثر سے ڈر کر وہ بعض دفعہ مذہب کو آزادی دے دیتا ہے۔ آجکل کے زمانہ اور پرانے زمانہ میں بہت فرق ہے۔ پہلے زمانہ میں لوگ ایک دوسرے سے پورے طور پر آگاہ نہیں تھے۔ اور انسانی فطرت کا خیال نہ رکھنے والا بعض اوقات زیادتی بھی کر دیتا تھا۔ اور انسانی فطرت کے خلاف حکم دیدیتا تھا۔ لیکن اب جبکہ ذرائع رسل و رسائل آسان ہو جانے کی وجہ سے دنیا کے لوگ آپس میں مل گئے ہیں اور وہ ایک دوسرے کے احکام پر نکتہ چینی کرتے ہیں۔ اس قسم کے احکام نہیں دیئے جا سکتے۔ پس جب میں نے کہا کہ اگر حکومت ہمارے مذہبی امور میں دخل اندازی کرے گی تو غیر اہم امور کو اہم امور کے لئے چھوڑ بھی سکتے ہیں تو یہ

ایک فرضی بات

تھی جو میں نے کہی۔ ورنہ ایسے ممالک جو آپس میں مل کر رہنا چاہتے ہیں وہ ایسے احکام نہیں دے سکتے میں نے کہا تھا کہ اگر حکومت احمدی نام کو خلاف قانون قرار دیدے تو ہم احمدی مسلمان کی جگہ محض مسلمان کہلانا شروع کر دیں گے کیونکہ ہمارا اصل نام مسلمان ہے احمدی تو اس کے ساتھ صرف امتیاز کے طور پر شامل کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ھو سمّٰکم المسلمین۔ اس نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے

پس جب ہمارا اصل نام مسلمان ہی ہے۔ تو اگر کوئی حکومت احمدی نام پر پابندی لگائے گی۔ تو ہم صرف مسلمان کہلانے لگ جائیں گے۔ بعض لوگوں نے اس پر اعتراض کیا ہے اور بعض اخبارات نے بھی لکھا ہے کہ آجکل کی حکومتیں ایسی نہیں جو

محض نام پر پابندی

عائد کرنے پر اکتفاء کریں۔ آجکل نظم و نسق اس قسم کا ہے کہ جب لوگ سوال کرتے ہیں تو اس سے کوئی چیز باہر نہیں نکل سکتی۔ یہ درست ہے کہ انسان اگر کرنے پر آئے تو کیا کچھ نہیں کر سکتا لیکن یہ بات بھی درست ہے کہ جہاں ہم اس بات کو جائز سمجھتے ہیں کہ اگر کوئی حکومت ایسا حکم دے۔ جو افراد کے مذہب سے تعلق رکھتا ہو۔ اور وہ ہماری اصولی چیزوں سے ٹکراتا نہ ہو۔ تو ہم جماعت کو یہ تعلیم دیں گے۔ کہ وہ حکومت کی اطاعت کرے۔ وہاں شریعت یہ بھی کہتی ہے۔ کہ اگر

تمہارے ایمان کا امتحان

ہو۔ اور تمہارے سروں پر آرے رکھکر تمہیں چیر دیا جائے تو تم آخر تک چر جاؤ لیکن ایمان کو ضائع نہ ہونے دو پس جہاں یہ ٹھیک ہے کہ کوئی حکومت ایسی بھی ہو سکتی ہے جو اس قسم کے عقل کے خلاف احکام دے دے اور وہ افراد کے مذہب میں مداخلت کرے وہاں یہ بھی ٹھیک ہے، کہ دنیا میں ایسے مست بھی ہو سکتے ہیں جو مذہب کیلئے جائز قربانیاں کرتے چلے جائیں اور ایمان پر قائم رہیں جس شخص کو ہم نے مانا ہے اس کا شعر ہے

در کوئے تو اگر سر عشاق را زنند
اول کسیکہ لاف تعشق زند منم

یعنی اگر تیرے کوچہ میں عشاق کے سروں کو کاٹنے کا حکم دیدیا جائے تو سب سے پہلے جو عشق کا شور مچائے گا وہ میں ہوں گا۔ پس یہ ٹھیک ہے کہ بعض حکومتیں ایسا ظلم بھی کر سکتی ہیں۔ جیسا کہ روس میں ہو رہا ہے کہ وہاں مذہب کو بالکل بیکار کر دیا گیا ہے اسی طرح اور بھی ایسے ممالک ہو سکتے ہیں لیکن میرے خیال میں روس سے زیادہ ان میں مذہب پر پابندی نہیں ہو سکتی۔ آجکل کی ظاہری روش اور

جمہوری خیالات

کے نتیجہ میں کوئی حکومت روس کا سا طریق اختیار نہیں کر سکتی۔ اور کوئی قوم ایسی نہیں جو مذہب میں اس حد تک دخل دے۔ پس عقلی بات تو یہی ہے کہ کوئی حکومت افراد کے مذہب میں دخل نہیں دے سکتی لیکن کوئی حکومت اگر عقل سے باہر جا کر ایسے قوانین بنا دے جو مذہب میں روک پیدا کر دیں۔ اور الفاظ کی تبدیلی سے کام نہ بنے۔ تو ہم بھی کہیں گے کہ تم ہمیں گولی مار دو لیکن ہم اپنے اصول کو نہیں چھوڑیں گے ہم مر تو جائیں گے۔ لیکن صداقت کا انکار نہیں کریں گے

موت سے زیادہ حقیر چیز

اور ہے ہی کیا۔ ساری چیزوں پر کچھ نہ کچھ خرچ ہوتا ہے دستخطوں کیلئے سیاہی لینی جائیں تو ان پر دھیلہ خرچ آجاتا ہے۔ لیکن موت پر کچھ بھی خرچ نہیں ہوتا۔ موت آخر آنی ہے۔ اور جو چیز ضرور آنی ہے اس پر خرچ کیا آئیگا۔ پس یہ ٹھیک ہے کہ جہاں تک ہم سمجھتے ہیں آجکل کی متمدن دنیا میں کسی حکومت کے قوانین مذہب کے بارہ میں اس حد تک نہیں جایا کرتے کہ یہ ظالمانہ صورت اختیار کر جائیں۔ بعض جگہوں پر حکومتیں ایک حد تک سختی کرتی ہیں۔ مثلاً ساؤتھ افریقہ کی حکومت نے یہ قانون بنایا ہے کہ کالے گوروں سے الگ رہیں لیکن وہ یہ نہیں کہہ سکتی کہ کالے ملک میں نہ رہیں۔ اس نے یہ کہا ہے کہ گورے اور کالے ریلوں میں اکٹھے سفر نہ کریں۔ لیکن اس نے یہ نہیں کہا کہ کالے سفر ہی نہ کریں اس نے یہ کہا ہے کہ گوروں کے ہسپتال میں کالے نہ جائیں لیکن اس نے یہ نہیں کہا کہ کالوں کا علاج ہی نہ ہو۔

اس نے یہ کہا کہ گورے اور کالے آپس میں شادی نہ کریں لیکن وہ یہ نہیں کہتی کہ کالے شادی ہی نہ کریں پس بعض ممالک میں بے شک سختیاں ہوتی ہیں مگر ایک حد تک لیکن دنیا چونکہ متمدن ہو چکی ہے اس لئے اب کوئی ایسی حکومت نہیں ہو سکتی جو کوئی ایسا قانون بنائے۔ جو عقل کے خلاف ہو لیکن فرض کرو۔ کہ اگر کوئی ایسی حکومت ہو

جو عقل سے باہر جا کر

ایسے قانون بنا سکتی ہو۔ تو عاشق بھی عقل سے باہر جا کر اپنی جانیں کہ شہادت کیلئے پیش کر سکتے ہیں۔ اور یہ کوئی عجیب بات نہیں جس پر لوگوں کو حیرت ہو۔ ہماری جماعت امن پسند جماعت ہے لیکن جن ملکوں میں احمدیوں کیلئے امن نہیں رہا۔ وہاں ہم نے اپنے آپ کو بچایا نہیں۔ کابل میں دیکھ لو۔ احمدی پتھر کھاتے گئے مگر مرتد نہیں ہوئے۔ پس حکومت کی فرمانبرداری اور چیز ہے۔ اور عقائد اور چیز ہیں۔ متمدن دنیا افراد کے مذاہب میں دخل نہیں دیتی۔ متمدن دنیا حریت ضمیر میں دخل نہیں دیتی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مکہ میں تھے۔ جہاں تک آئین کا سوال تھا۔ آپ مکہ کی حکومت کے

قانون کے پابند تھے

اور حکومت کی اطاعت کرتے تھے لیکن آپ نے تبلیغ کو ترک نہیں کر دیا تھا۔ مسیح کو آپ نے ترک نہیں کر دیا تھا کسی کے کہنے پر اپنا کام نہیں چھوڑ دیا تھا لیکن جہاں تک آئین اور قانون کا سوال تھا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حکومت کے قوانین کی پابندی کی۔ اور جہاں تک عقائد کا سوال تھا آپ نے اپنے آپ کو ان پر مضبوطی سے قائم رکھا۔ حضرت مسیح علیہ السلام پر بھی ہماری طرح متعدد سوالات کئے جاتے تھے۔ لوگ عوام الناس کے پاس جاتے۔ تو کہتے کہ یہ حکومت کے خوشامدی ہیں اور حکومت کے پاس جاتے۔ تو کہتے یہ باغی ہیں۔ ہمارے متعلق بھی یہی کہا جاتا ہے۔ مخالفوں کی کتب میں وہ مضامین بھی موجود ہیں جن میں لکھا گیا ہے کہ ہم حکومت کے خوشامدی ہیں۔ اور حکومت کے نام ایسے محضر نامے بھی موجود ہیں۔ جن میں کہا گیا ہے کہ ہم حکومت کے باغی ہیں۔ ایک طرف باغی کہنا اور دوسری طرف خوشامدی کہنا یہ دونوں چیزیں اکٹھی کیسے ہو سکتی ہیں۔ لیکن لوگ اکثریت کے گھمنڈ میں سب کچھ کہہ لیا کرتے ہیں۔ وہ طاقت کے گھمنڈ میں یہ خیال نہیں کرتے۔ کہ سچ کیا ہے لوگ

اکثریت کے گھمنڈ میں

بجائے دوسروں کے احساسات کا خیال رکھنے کے یہ کہتے ہیں کہ تم نے ہماری بات نہ مانی۔ تو ہم ڈنڈا ماریں گے۔ مثل مشہور ہے کہ کوئی بھیڑیا ندی کے کنارے پانی پی رہا تھا۔ ایک بکری کا بچہ آیا۔ اور اس نے بھی پانی پینا شروع کر دیا۔ بکری کا بچہ دیکھ کر بھیڑیئے کے منہ میں پانی بھر آیا۔ اور اس نے یہ چاہا کہ اسے کھا لے انسانوں اور حیوانوں کے حالات ایک سے نہیں ہوتے۔ انسان دلیل دیتا ہے۔ لیکن ایک حیوان دلیل نہیں دیتا۔ مثال میں چونکہ دلیل دی گئی ہے اس لئے یہاں بھیڑیئے سے مراد آدمی ہے۔ جو بھیڑیئے کے سے خصائل رکھتا ہو۔ اور بکری کے بچہ سے وہ آدمی مراد ہے۔ جو اسکے سے خصائل رکھتا ہو۔ بہر حال بھیڑیئے کو یہ لالچ پیدا ہوا۔ کہ کسی نہ کسی طرح بکری کے بچہ کو کھا لے چنانچہ وہ بکری کے بچہ کو دیکھ کر کہنے لگا۔ تجھے شرم نہیں آتی۔ کہ تو میرا پانی گدلا کر رہا ہے۔

بکری کے بچہ نے کہا

سرکار یہ کونسی بات ہے۔ آپ نے سوچا نہیں کہ آپ اوپر ہیں اور میں نیچے۔ آپ کا پیا ہوا پانی میری طرف آرہا ہے نہ کہ میرا پیا ہوا پانی آپ کی طرف جا رہا ہے بھیڑیئے نے آگے بڑھ کر بکری کے بچہ کو تھپڑ مارا اور اسے مار دیا۔ اور کہا۔ نالائق آگے سے جواب دیتا ہے۔ پس زبردست کثرت پر گھمنڈ کرتا ہی ہے۔

جیسے آجکل احراری اخبار آزاد۔ زمیندار اور آفاق کر رہے ہیں۔ وہ کہیں گے اور ہم سنیں گے۔ اور چونکہ ہم تھوڑے ہیں . . . . اس لئے ہم تھوڑے ہونے کی سزا بھگتیں گے۔ یہاں تک کہ ہمارے خدا کی غیرت بھڑک اٹھے۔ اور وہ ہمیں اقلیت سے اکثریت میں تبدیل کر دے۔ لیکن جب تک ہم تھوڑے ہیں ہمیں تھوڑے ہونے کی سزا بھگتنی پڑے گی۔ ماریں کھانی پڑیں گی۔ گالیاں سننی پڑیں گی۔

کئی احمدی

میرے پاس آتے ہیں اور کہتے ہیں۔ کہ آخر ہم کب تک ان تکالیف کو برداشت کریں گے ہمیں انہیں یہی کہتا ہوں تم تھوڑے ہو۔ اور جب تک تم تھوڑے ہو۔ تمہیں تھوڑے ہونے کی سزا بھگتنی پڑے گی۔ خدا تعالےٰ اگر تمہیں دکھوں میں مبتلا کرنا نہ چاہتا تو وہ تمہیں اقلیت میں نہ رہنے دیتا۔ لیکن جس طرح کثرت دماغ میں غرور پیدا کر کے عقل مار دیتی ہے۔ اسی طرح عشق بھی ایک عاشق صادق کے اندر کبریائی پیدا کر دیتا ہے۔ مگر عشق ہمیشہ کبریائی کے نشہ میں آکر مرتا ہے۔ مارتا نہیں۔ چنانچہ دیکھ لو عاشقوں نے معشوقوں کے لئے اپنی جانیں دی ہیں۔ اور کثرت والوں نے تھوڑی تعداد والوں کو غرور میں آکر مارا ہے۔ پس خدا تعالےٰ کی یہ تقدیر ہے جو بدل نہیں سکتی ہم کوئی نئی جماعت نہیں جو اقلیت میں ہو۔ کثرت والے کہتے ہیں۔ ہم تمہیں اقلیت بنا دیں گے۔ ہم کہتے ہیں بنانے کا کیا سوال ہے ہم تو پہلے ہی اقلیت میں ہیں۔ کیونکہ ہم تھوڑے ہیں۔ جس چیز کا ہمیں انکار ہے وہ یہ ہے کہ ہم وہ اقلیت نہیں جس کے معنے غیر مسلم کے ہیں۔ کیا مسلمان

ہندوستان میں اقلیت

میں نہیں۔ ہندوستان میں ہندو زیادہ ہیں۔ اور مسلمان کم ہیں۔ پھر اگر پاکستان میں کوئی ناجائز سلوک اقلیت سے ہو سکتا ہے تو کیا وہی سلوک ہندوستان میں مسلمانوں سے بھی ہو سکتا ہے۔ یا چین میں مسلمانوں سے ہو سکتا ہے اگر اقلیت پر سختی کرنا جائز ہے۔ تو پھر وہی سلوک انگلستان میں بھی مسلمانوں سے جائز ہے۔ یہ کتنی بے حیائی ہے۔ کہ ایک قوم متمدن ہونے کا دعوے بھی کرے اور پھر وہ یہ خیال کرے۔ کہ اگر وہ اقلیت والوں سے اپنی کثرت کی وجہ سے کوئی برا سلوک کرتی ہے تو جائز ہے۔ لیکن دوسری شریف حکومتوں سے جہاں وہ قوم خود اقلیت میں ہے۔ یہ امید رکھے کہ وہ اس سے ایسا سلوک نہیں کرے گی

کتنے تعجب کی بات ہے

کہ اسلام جو سب سے زیادہ شرافت رکھتا ہے۔ اس کی طرف منسوب ہونے والے آج غیر قوموں کی شرافت سے تو ناجائز فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں۔ اور کہتے ہیں ہم تمہارے ملک میں تھوڑے ہیں اسلئے ہمارے ساتھ اچھا سلوک کرو لیکن اپنے ملک میں تھوڑوں پر ظلم کرنا چاہتے ہیں تو تھوڑا سمجھ کر ان کو آزادی سے محروم کرنا چاہتے ہیں۔ کیا یہ شرافت ہے؟ ہم اقلیت سے جو سلوک کرتے ہیں وہی سلوک اگر وہ ممالک ہم سے کریں جہاں ہم اقلیت میں ہیں۔ تو ان کا یہ طریق جائز ہوگا۔ لیکن ہم اسے جائز نہیں کہتے جو سلوک ہندوستان میں مسلمانوں سے ہو رہا ہے۔ کوئی احمدی ہو یا غیر احمدی اسے برا مناتا ہے کیونکہ مسلمان بھی حکومت کے اعضاء ہیں۔ اور حکومت میں سب کو برابر ہونا چاہیئے۔ یہی سلوک پاکستان میں بھی ہونا چاہیئے۔ جو شخص لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان رکھتا ہے۔ اور اس کا قرآن کریم کے احکام اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم پر ایمان ہے وہ مسلمان ہے۔ اور پھر جتنا جتنا وہ احکام قرآن اور احکام رسول پر عملاً ایمان لاتا ہے اتنا اتنا وہ حقیقتاً مسلمان ہے۔ لیکن جب وہ منہ سے کہتا ہے کہ میں مسلمان ہوں۔ تو وہ ظاہر میں سو فیصدی مسلمان ہے۔ کیونکہ وہ منہ سے کہتا ہے۔ میں مسلمان ہوں۔ اور نام کے لحاظ سے منہ سے کہنا کافی ہے اور عمل حقیقت کے لحاظ سے ضروری ہے

یہ خدا تعالےٰ کا کام ہے

کہ وہ فیصلہ کرے۔ کہ کوئی کیسا مسلمان ہے۔ بندے کا کام نہیں۔ بندے کا کام یہ ہے کہ جب کوئی شخص اپنے آپ کو مسلمان کہے تو وہ اسے مسلمان کہے اگر میں کہتا ہوں۔ میں مسلمان ہوں۔ تو اسے زید کو مسلمان ماننا پڑے گا۔ چاہے وہ شافعی ہو۔ حنفی ہو۔ مالکی ہو۔ حنبلی ہو۔ پس اکثریت اگر گھمنڈ میں آکر مارتی ہے تو اسے مارنے دو۔ ہم یہ تسلیم کرتے کہ تم تھوڑے ہو۔ اس لئے نہیں کہ تم مسلمان نہیں۔ بلکہ اس لئے کہ احمدی کہلانے والے مسلمان غیر احمدی کہلانے والے مسلمانوں سے کم ہیں۔ اور دبی زبان میں اسے اقلیت کہتے ہیں۔ اقلیت کے یہ معنی نہیں کہ ہم مسلمان نہیں کیونکہ ہم منہ سے اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور قیامت تک اپنے آپ کو مسلمان کہتے جائینگے۔ یہاں تک کہ ہم بڑھ جائیں۔ اور اگر خدا تعالےٰ کی تقدیر چاہتی ہے کہ وہ احمدیت کو قائم رکھے تو یقیناً ہم بڑھیں گے اور بڑھتے چلے جائینگے میں دیکھتا ہوں کہ اس فتنہ کے ایام میں بھی جن لوگوں کو جرأت ہوتی ہے۔ وہ لوگوں کے

غلط الزامات کی تردید

کر دیتے ہیں۔ ایک دوست نے مجھے خط لکھا کہ میں احمدی نہیں۔ میں سیاسی آدمی ہوں۔ مذہبی نہیں لیکن جوں جوں اخبارات میں میں نے پڑھنا شروع کیا۔ کہ احمدی پاکستان کے غدار ہیں۔ تو مجھے پتہ لگا کہ ایسا کہنے والے جھوٹے ہیں۔ میں کٹر پاکستانی تھا میں نے پاکستان کی خاطر بہت سی قربانیاں کیں۔ اور میرے وفادار ساتھیوں میں سے بعض احمدی بھی تھے پس جب میں اخبارات میں پڑھتا ہوں کہ احمدی غدار ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ایسا کہنے والے جھوٹے ہیں۔ یہ خیالات ہزاروں کے نہیں لاکھوں کے ہیں۔ لیکن سب میں یہ جرأت نہیں کہ اس کا اظہار کریں۔ لیکن ایک وقت آئے گا۔ جب لوگ جرأت سے اس کا اظہار کریں گے لاہور۔ گورداسپور۔ فیروزپور وغیرہ کے لاکھوں آدمی ہیں۔ جن کے ساتھ احمدی مل کر کام کرتے رہے۔ راولپنڈی کا اخبار "تعمیر" آجکل زمیندار کا ہمنوا ہے لیکن آج سے کچھ سال پہلے ایڈیٹر نے اپنے ایک ناول میں لکھا تھا کہ احمدیوں نے پاکستان کی خاطر بہت سی قربانیاں کی ہیں۔

آج وہ جو کچھ چاہتے ہیں کہیں لیکن سوال یہ ہے کہ اس وقت ایڈیٹر اخبار تعمیر نے کیا لکھا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ وقت اسکے منہ سے سچ نکل گیا تھا۔ پس یہ چیزیں وقتی ہیں اور شریف آدمی وہی ہے جسکے ہاتھ سے ایک طرف چیونٹی کو بھی ضرر نہیں پہنچتا۔ وہ قانون کا بڑا پابند ہوتا ہے وہ قانون پر بڑا چلنے والا ہوتا ہے اور بڑا ہی بے ضرر ہوتا ہے۔ جیسے

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

اور صحابہؓ نے اپنے سینیا اور مکہ میں رہ کر وہاں کی حکومتوں کے قواعد کی پابندی کی لیکن ساتھ ہی وہ نڈر بھی ہوتا ہے کوئی اسے مارتا ہے یا گالیاں دیتا ہے تو وہ اس کی پرواہ نہیں کرتا۔ ایک صحابی جو پہلے مسلمان نہیں تھے۔ بعد میں وہ مسلمان ہو گئے ہمیشہ یہ واقعہ سنایا کرتے تھے۔ اسوقت تو میں سارا واقعہ تو سنا نہیں سکتا۔ اختصار کے ساتھ بیان کرتا ہوں۔ وہ کہتے ہیں۔ میں مسلمان نہیں تھا میں ایک لڑائی میں شامل ہو گیا۔ اور ہم نے مسلمانوں کو مارنا شروع کیا۔ اتنے میں مسلمانوں کا ایک لیڈر نیچے اتر آیا ہم میں سے دو تین آدمیوں نے اس پر حملہ کر دیا۔ اور ایک شخص نے آگے بڑھ کر اس کے سینہ میں نیزہ مارا۔ وہ گر پڑا جب وہ گرا۔ تو اس کی زبان سے نکلا فزت برب الکعبۃ کعبہ کے رب کی قسم میں کامیاب ہو گیا۔ میں نے کہا یہ عجیب آدمی ہے گھر سے دور ہے۔ بے وطن ہے۔ بیوی بچے پاس نہیں۔ دھوکہ میں اسے یہاں لایا گیا ہے۔ اسے وصیت کرنیکا موقعہ بھی نہیں ملا۔ مگر بجائے اس کے کہ یہ رونا دھونا کرتا۔ یہ نعرہ لگاتا ہے۔ کہ فزت برب الکعبۃ کعبہ کے رب کی قسم

میں کامیاب ہو گیا۔ وہ صحابی رضؓ بیان کرتے ہیں کہ میں اس قبیلے کا آدمی نہیں تھا۔ جس نے اس شخص کو شہید کیا۔ میں ان کے ہاں بطور مہمان مقیم تھا۔ اور لڑائی میں ان کے ساتھ شامل ہو گیا تھا۔ اس واقعہ کو دیکھ کر میں مدینہ آگیا۔ تا دیکھوں کہ یہ کیسے لوگ ہیں۔ جنہیں

موت میں لذت

محسوس ہوتی ہے۔ چنانچہ میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور چند دن وہاں رہا مجھے صداقت کا احساس ہوا اور میں مسلمان ہو گیا۔ پھر آگے وہ صحابی رضؓ کہتے ہیں۔ کہ خدا کی قسم اتنے سال گذر گئے۔ کہ یہ واقعہ ہوا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال پر اتنے سال گذر گئے۔ لیکن میں جب بھی یہ واقعہ سنتا ہوں وہ نظارہ میرے سامنے آجاتا ہے۔ اور میرے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور میں اس نظارہ کو بھول نہیں سکتا۔

پس جہاں تک

قانون کا سوال ہے

جماعت اس کی پابندی کرے گی۔ لیکن جہاں تک لٹھ بازی کا سوال ہے۔ ہر مخلص احمدی لاٹھیاں کھاتا جائے گا۔ اور صداقت کا اظہار کرتا جائے گا۔ بعض کمزور کمزوریاں دکھا چکے ہیں۔ اور ممکن ہے کہ آئندہ بھی دکھائیں۔ کیونکہ طبائع کمزور بھی ہوتی ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھی احد میں بھاگے۔ تو آپؐ نے فرمایا تم لوگ فرار نہیں کرار ہو۔ کیونکہ تمہارا جنگ میں دوبارہ جانے کا ارادہ تھا۔ اسی طرح ایک اور صحابی رضؓ تھے۔ ان پر مخالفین نے سختی کی۔ وہ ابھی بچے تھے۔ مخالفین نے ان کے منہ سے بعض الفاظ نکلوا لئے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو پتہ لگا تو آپؐ نے محبت سے ان کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا اور ایسے الفاظ کہے جن سے ان کی دلجوئی ہو۔ مومن کی شان یہی ہے کہ جتنے اسے مارتے ہیں۔ تو مارتے رہیں۔ اگر اکثریت اپنی طاقت کے گھمنڈ میں اس پر ظلم کرتی ہے تو کرتی رہے۔ وہ اسے برداشت کرتا جاتا ہے۔ لوگ اسے صداقت سے پھیرنا چاہتے ہیں۔ لیکن وہ پھرتا نہیں

وہ صداقت پر قائم رہتا ہے

لیکن اگر کوئی کمزور طبیعت شخص کمزوری دکھاتا ہے تو تم دوسروں کو بھی چاہیئے کہ وہ کمزور کا خیال رکھیں آپ اسکے ساتھ ایسے رنگ میں پیش آئیں کہ اسے پشیمانی محسوس ہو۔ اور وہ توبہ کرے۔ بہر حال ایک مومن ڈر۔ رعب اور جتھہ سے ڈر کر اپنا ایمان نہیں چھوڑتا۔ وہ دوسروں پر خود حملہ نہیں کرتا۔ وہ خود آئین شکنی اور فساد نہیں کرتا۔ وہ دوسروں سے لڑتا نہیں۔ لیکن جہاں تک عقائد کا سوال ہے۔ وہ قانون سے بالا ہیں۔ کیونکہ خدا تعالےٰ اور بندے کے درمیان کوئی واسطہ نہیں۔ خدا اور بندے کے درمیان کوئی حکومت بھی کھڑی نہیں ہو سکتی۔ جہاں تک مذہب اور ایمان کا سوال ہے

کسی حکومت کو اس میں دخل محل نہیں۔ ایسی کوئی حکومت نہیں جو کسی کے مذہب میں دخل دے۔ اگر کوئی کہتا ہے کہ حکومت پاکستان ایسا کرے گی۔ تو حکومت کو اسے پکڑنا چاہیئے کیونکہ وہ حکومت کو پاگل اور وحشی قرار دیتا ہے۔ مذہب میں دخل دینے والے وحشی ہوتے ہیں۔ اور جو شخص یہ کہتا ہے۔ کہ حکومت پاکستان مذہب میں دخل دیگی۔ وہ حکومت کو وحشیوں کی طرح دنیا کے سامنے پیش کرتا ہے۔ عقیدہ کا تعلق خدا تعالےٰ سے ہے۔ یہ حکومت کے زور سے بدلا نہیں جا سکتا۔ اگر عیسائی کسی مسلمان کو ماریں۔ اور کہیں کہ تم تین خدا تسلیم کر لو۔ تو یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ اگر کوئی شخص مجھے پکڑ لے اور کہے۔ تم یہ کہو۔ کہ میں ایک نہیں دو ہوں۔ تو خواہ وہ کتنا عذاب دے۔ میں اپنے آپ کو ایک ہی کہوں گا۔ پس اگر

خدا تعالےٰ ایک ہے

تو کون کہے گا۔ کہ خدا تین ہیں۔ اگر کمزور طبیعت کا کوئی شخص تین خدا کہہ بھی دے۔ تو اس کا اپنا دل یہ تسلیم کرے گا۔ کہ میں ایسا کہنے میں سچا نہیں۔ جان بچانے کی خاطر جھوٹ بولا ہے۔ پس اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سچے ہیں۔ تو خواہ سارا شہر چڑھ آئے۔ لاکھ دو لاکھ کا جتھہ حملہ کر دے۔ ڈرائے اور طاقت کا رعب دے کر کہے۔ تم کہو کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام (نعوذ باللہ) جھوٹے ہیں۔ تو ہم کس طرح آپ کو جھوٹا کہیں گے۔ کمزور طبیعت انسان اگر کہہ بھی دے۔ تو اس کا دل اسے جھوٹا کہہ رہا ہوگا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سچے ہیں۔ جھوٹا میں ہوں۔ جس نے بزدلی دکھائی ہے۔ پس تم اپنے

ایمان کو مضبوط کرو

اور ساتھ ہی اپنے جذبات پر قابو رکھو۔ میرے پاس کئی لوگ آتے ہیں۔ اور وہ کہتے ہیں۔ ہم کیا کریں ان کا مطلب یہ ہوتا ہے۔ کہ آخر ہم کب تک مار کھاتے جائیں گے۔ میں ان کی ایسی بات کا یہی جواب دیتا ہوں کہ تم ماریں کھاتے جاؤ۔ جب خدا تعالےٰ نے تمہیں اس مقام پر کھڑا کیا ہے کہ تم ماریں کھاؤ۔ تو میں کون ہوں جو تمہیں بچا سکوں۔ جس حرکت پر معشوق راضی ہوتا ہے عاشق وہی کرتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لکھا ہے۔ جہاد کرنا بڑی اچھی چیز ہے۔ لیکن خدا تعالےٰ نے تم سے انگریزوں کے مقابلہ میں جہاد کروانا ہوتا تو وہ تمہارے ہاتھ میں تلوار دیتا۔ اگر اس نے ان کے مقابلہ میں تم سے تلوار چھین لی ہے۔ تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ انگریزوں سے جہاد کرنے کا موقعہ نہیں۔۔

. . . .

. . . .

یہی دلیل ہمیں بھی اپنے مد نظر رکھنی چاہیئے۔ اگر خدا تعالےٰ نے ہمیں مار سے بچانا ہوتا تو وہ ہماری تعداد زیادہ کیوں نہ کر دیتا۔ خدا تعالیٰ آج یہ نظارہ دیکھنا چاہتا ہے کہ تم ماریں کھاؤ۔ جتنی زیادہ ماریں تم کھاؤ گے۔ خدا تعالےٰ تم سے اتنا ہی راضی ہوگا۔

رئیس التبلیغ و پراونشل امراء صاحبان

فوری توجہ فرماویں

نظارت ہذا کی طرف سے ماہ اپریل ۱۹۵۲ء سے بذریعہ خطوط و اخبار بدر جماعتوں کے سکرٹری صاحبان۔ پراونشل امراء اور رئیس التبلیغ صاحبان کو توجہ دلائی جا رہی ہے۔ کہ رپورٹ تعلیم وتربیت باقاعدہ ماہوار نظارت ہذا میں آنی ضروری ہے۔ تاکہ جماعتوں کے حالات کا علم ہوتا رہے۔ اور بروقت مناسب ہدایات دی جاسکیں۔ لیکن اس طرف کوئی خاص توجہ نہیں دی گئی۔ ذیل کے نقشہ سے معلوم ہوگا کہ کن کن جماعتوں کی طرف سے رپورٹ آرہی ہے۔

نمبر شمار	نام جماعت	صوبہ	مئی	جون	جولائی
۱	جھانسی	یو۔پی	۱	۱	–
۲	صالح نگر	"	۱	۱	۱
۳	سردار نگر	"	–	۱	–
۴	مدن گنج	راجستھان		–	۱
۵	باندہ دینگورلہ	بمبئی	۱	۱	۱
۶	خانپور ملکی	بہار	–	۱	۱
۷	جمشید پور	"	–	۱	–
۸	پرکھو پٹی	"	–	۱	۱
۹	اورین	"	–	۱	۱
۱۰	سونگھڑہ	اڑیسہ	–	–	۱
۱۱	کیرنگ	"	۱	۱	۱
۱۲	پنکالو	"	۱	–	–
۱۳	کوڈالی	مدراس مالابار	–	–	۱
۱۴	حیدرآباد	حیدرآباد	–	–	۱
۱۵	سکندرآباد	"	–	۱	۱
۱۶	آسنور	کشمیر	۱	–	۱

تمام ہندوستان کی جماعتوں میں سے صرف ۱۶ جماعتوں کی طرف سے رپورٹ آنا اور وہ بھی مکمل تین ماہ کی رپورٹ صرف تین جماعتوں کی طرف سے آنا ایک قابل افسوس امر ہے اگر جماعتوں کی طرف سے باقاعدہ رپورٹ نہ آئے گی تو مرکز کو حالات کا کیسے علم ہوگا۔

امید ہے کہ جملہ ذمہ دار عہدیداران اس طرف فوری توجہ فرمادیں گے۔ کچھ عرصہ سے جماعت کی تربیتی و تعلیمی حالت ترقی نہیں کر رہی۔ اور عہدیداران جماعت اس کے سدھار نے کی طرف پوری توجہ نہیں فرما رہے۔ امید ہے کہ جملہ احباب و عہدیداران پوری توجہ فرما کر عنداللہ ماجور ہوں گے۔ (ناظر تعلیم وتربیت قادیان)

درخواستہائے دعا:

مکرم سیٹھ عبدالحی صاحب آف یادگیر (دکن)، ایک لمبے عرصہ سے بعارضہ دمہ بیمار ہیں حال ہی میں اطلاع ملی ہے تکلیف بڑھ گئی ہے جملہ احباب سیٹھ صاحب مکرم کی صحت کاملہ کیلئے دعا کی درخواست ہے (۲) عبدالحمید صاحب آٹو سروس اینڈ میرزا احمد حسین صاحب حیدرآباد دکن کے روبار میں مشکلات کے ازالہ کی درخواست دعا کرتے ہیں (۳) مکرم عبداللہ صاحب بی۔ایس۔سی آف حیدرآباد کا لڑکا بعارضہ ٹائیفائڈ بیمار ہے شفایابی کیلئے احباب دعا کی درخواست ہے (مرزا محمود احمد درویش قادیان)

اللہ تعالےٰ ہمارے آقا کی منزل مقصود کو قریب اور آسان بناوے

از حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی

غالبًا چالیس سال سے زائد عرصہ پہلے جبکہ ابھی ہمارے آقا اور موعود مصلح تخت خلافت پر متمکن نہ ہوئے تھے۔ آپ کو اپنی عظیم الشان خلافت کے زمانہ میں ہونے والی مخالفتوں اور اہم تغیرات کا نظارہ رویاء میں دکھایا گیا۔ یہ نظارہ ہم نے خلافت ثانیہ موعودہ کے لمبے عرصہ میں کئی بار پورا ہوتے دیکھا۔ بے شک مخالفتوں کے خطرناک طوفان اُٹھے۔ اور عظیم الشان تغیرات وقوع پذیر ہوئے۔ لیکن خداتعالےٰ نے ہاں اس قادرِ مطلق خدا نے جو ہمارے آقا کو خلافت کے تخت پر متمکن کرنے والا اور مخالفتوں کی پیش از وقت خبر دینے والا تھا۔ اپنے وعدوں کے مطابق ان امنڈتے ہوئے طوفانوں کو ملیا میٹ کر دیا۔

مومنوں کی یہ شان ہے کہ وہ جب کبھی کوئی مصیبت یا ابتلاء دیکھتے ہیں تو ان مشکلات کی گھڑیوں میں وہ مایوسی اور پژمردہ نہیں ہوتے بلکہ وہ ھٰذا ما وعدنا اللہ ورسولہ کا نعرہ بلند کرتے ہوئے آگے ہی بڑھتے چلے جاتے ہیں۔

میں بغیر کسی لمبی تمہید کے حضور ایدہ اللہ کے اپنے الفاظ میں بیان فرمودہ وہ عظیم الشان رویاء نیچے درج کر دیتا ہوں۔ مخلصین جماعت اس رویاء کو پڑھیں اور بار بار پڑھیں اور آجکل پاکستان میں سلسلۂ حقہ کے خلاف جو طوفان عداوت اور مخالفت اُٹھا ہوا ہے اس کو بھی دیکھیں۔ اور پھر ھٰذا ما وعدنا اللہ ورسولہ کا نعرہ بلند کرتے ہوئے اپنی تصدیق اور ایمان کا اظہار کریں۔ تکالیف و مصائب کا یہ وقت تو جس طرح پہلے خدائی منشاء کے ماتحت گذرتا رہا اب بھی گذر جائے گا لیکن کیسے خوش بخت اور خوش نصیب ہوں گے وہ مومنین جو اس وقت سے پورا پورا فائدہ اُٹھائیں گے اور اس ابتلاء سے اپنے ایمانوں کو مضبوط اور روحانیت کو بلند کریں گے۔

دن بہت ہیں سخت اور خوف و خطر درپیش ہے
پر یہی ہیں دوستو اس یار کے پانے کے دن

~~~~~

رویاء

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں:۔

"ایک رویاء کئی دفعہ بیان کی ہے جو یہ ہے میں نے دیکھا کوئی بہت بڑا اور اہم کام میرے سپرد کیا گیا ہے۔ اور یوں معلوم ہوتا ہے۔ کہ میرے راستہ میں بہت مشکلات حائل ہوں گی یہ خلافت سے بہت پہلے کی رویاء ہے۔ اور بعد میں یہ ثابت ہو چکا ہے۔ کہ اس سے مراد خلافت تھی۔ میں نے دیکھا کہ ایک فرشتہ میرے پاس آیا ہے۔ اور وہ مجھے کہتا ہے کہ اس کام کی تکمیل کے راستہ میں بہت سی روکاوٹیں ہونگی۔ بہت مخالفتیں ہوں گی۔ مگر ان سب کا ایک ہی علاج ہے۔ اور وہ یہ کہ جب تم کوئی غیر معمولی نظارہ دیکھو۔ اس کی کوئی پرواہ نہ کرو اور "خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ"۔ "خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ" کہتے ہوئے آگے بڑھتے جاؤ چنانچہ میں چل پڑا ہوں۔ میرا راستہ دو پہاڑیوں کے درمیان سے گذرتا ہے۔ اور میں جنگلوں میں سے جا رہا ہوں۔ راستہ میں اندھیرا ہو جاتا ہے۔ بالکل سنسان جنگل ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ بہت خطرہ اور خوف کی جگہ سے میں جا رہا ہوں۔ کہ دور سے شور سنائی دیتا ہے۔ اور مختلف قسم کی آوازیں آنے لگتی ہیں۔ کوئی مجھے گالی دے دیتا ہے۔ اور کوئی بے ہودہ سوال کر دیتا ہے۔ لیکن میں خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ کہتا ہوا آگے بڑھتا جاتا ہوں۔ اور جب میں یہ کہتا ہوں۔ تو وہ شور بلند ہو جاتا ہے مگر تھوڑی دور آگے جاتا ہوں تو بعض عجیب قسم کے وجود نظر آنے لگتے ہیں عجیب عجیب شکلیں دکھائی دیتی ہیں۔ کئی کئی ہاتھوں والے انسان نظر آتے ہیں۔ کسی کا سر بہت بڑا ہے اور کسی کا بہت چھوٹا۔ مگر جب میں خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ کہتا ہوں تو وہ شکلیں غائب ہو جاتی ہیں۔ مگر تھوڑی دیر بعد اور بھی بھیانک نظارے دکھائی دیتے ہیں۔ کوئی ہاتھ کٹا ہوا علیحدہ نظر آتا ہے۔ کوئی سر بغیر دھڑ کے دکھائی دیتا ہے۔ اور کوئی دھڑ بغیر سر کے۔ کوئی شکل ایسی نظر آتی ہے کہ جس کی لمبی زبان باہر نکلی ہوئی ہے کسی کے بال کھلے ہوئے ہیں۔ آنکھیں حلقوں سے باہر نکل رہی ہیں۔ اور وہ شکلیں طرح طرح سے مجھے ڈرانے کی کوشش کرتی ہیں۔ مگر میں

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ کہتا ہوا آگے بڑھتا جاتا ہوں۔ اور جب میں یہ الفاظ کہتا ہوں وہ غائب ہو جاتی ہیں۔ یہاں تک کہ میں منزلِ مقصود پر پہونچ جاتا ہوں"۔

(منقول از اخبار الفضل مورخہ ۵؍دسمبر ۱۹۳۹ء)

رسالہ ریویو آف ریلیجنز انگریزی کی اشاعت!

"تعاونوا علی البرّ والتقویٰ" (قرآن کریم)

جس طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثتِ اولیٰ کا تعلق تکمیل شریعت کے ساتھ اُسی طرح آپ کی بعثت ثانیہ کا تعلق جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وجود باجود میں ہوئی تکمیل اشاعت کے ساتھ ہے۔ چنانچہ اشاعتِ دین کے اس پروگرام کو مکمل کرنے کے لئے جس کا ذکر حضور علیہ السلام نے تفصیلاً رسالہ "فتح اسلام" میں فرمایا ہے حضور نے رسالہ ریویو آف ریلیجنز انگریزی اور اردو زبان میں جاری فرمایا۔ یہ رسالہ ۱۹۰۲ء میں جاری ہوا۔ اور تقسیم ملک کے قیامت خیز ہنگامہ تک جاری رہا۔ اب پھر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی والمصلح الموعود اطال اللہ بقاءہ واطلع شموس طالعہ کی خاص توجہ سے قریبًا چار سال کی تعویق کے بعد یہ رسالہ انگریزی میں جاری کیا گیا ہے۔

اس رسالہ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"اگر خدانخواستہ یہ رسالہ کم توجہی اس جماعت سے بند ہو گیا تو یہ واقعہ سلسلہ کے لئے ایک ماتم ہوگا۔۔۔۔۔۔ وہ وقت آتا ہے کہ ایک سونے کا پہاڑ بھی اس راہ میں خرچ کریں تو اس وقت کے پیسہ کے برابر نہیں ہوگا۔۔۔۔۔۔"

پھر حضور فرماتے ہیں:۔

"اگر اس رسالہ کی اعانت کیلئے اس جماعت میں دس ہزار خریدار اردو یا انگریزی کا پیدا ہو جائے تو یہ رسالہ خاطر خواہ چل نکلے گا اور میری دانست میں اگر بیعت کرنے والے اپنی بیعت کی حقیقت پر قائم رہ کر اس بارہ میں کوشش کریں تو اسقدر تعداد کچھ بہت نہیں۔ بلکہ جماعت موجودہ کی تعداد کے لحاظ سے یہ تعداد بہت کم ہے:۔

"سوائے جماعت کے سچے مخلصو! خدا تمہارے ساتھ ہو۔ تم اس کام کے لئے ہمت کرو۔ خداتعالےٰ آپ تمہارے دلوں میں القاء کرے کہ یہی وقت ہمت کا ہے۔ اب اس سے زیادہ کیا لکھوں۔ خداتعالیٰ آپ لوگوں کو توفیق دیوے۔ آمین ثم آمین"۔

(ضمیمہ ریویو آف ریلیجنز ستمبر ۱۹۰۳ء)

اس رسالہ کی اشاعت کے لئے حضرت امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس دردبھری اپیل پر نصف صدی گذر چکی ہے۔ لیکن افسوس کہ آنحضور کی اس خواہش کو ہم پچاس سال کے طویل عرصہ میں بھی پورا نہیں کر سکے۔ حضور علیہ السلام نے آج سے پچاس سال قبل جماعت کی تعداد کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ فرمایا تھا کہ ریویو کی اشاعت کو دس ہزار تک پہنچانا کچھ بھی مشکل نہیں۔ اس سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آج جبکہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے جماعت کی تعداد میں اُس وقت کی نسبت کئی گنا اضافہ ہو چکا ہے۔ جماعت کی ذمہ واری اس رسالہ کے بارے میں کس قدر بڑھ چکی ہے احباب جماعت کی خدمت میں گذارش ہے کہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منشاءِ مبارک کو پورا کرتے ہوئے اپنا دستِ اعانت بڑھائیں اور

(۱) خود اس کی خریداری قبول فرمائیں

(۲) غیر احمدی اور غیر مسلم دوستوں میں اسکے خریدار پیدا کرنے کی سعی فرمائیں۔

(۳) دنیا کے مختلف ملکوں کی لائبریریوں اور سوسائیٹیوں اور دنیا کی بڑی بڑی مذ[ہبی] شخصیتوں خاص طور پر مستشرقین یورپ
~~~~~

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

کے

چند تازہ رؤیا و کشوف

فرمودہ ۱۴ اگست ۱۹۵۲ء بمقام ربوہ

مرتبہ مولوی محمد یعقوب صاحب مولوی فاضل

(۱)

فرمایا:-

بیس پچیس دن ہوئے احراری فتنہ کے زور کے دنوں میں نے دعا کی تو میں نے رؤیاء میں دیکھا کہ میں ایک مکان میں ہوں جو بہت وسیع بنا ہؤا معلوم ہوتا ہے۔ مکان سے باہر کسی شخص نے آواز دی یا دستک دی۔ میں کمرہ میں سے ادھر جانے کے لئے نکلا ہی تھا کہ میں نے دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سامنے کے کمرہ سے نکل کر تیزی سے باہر تشریف لے جا رہے ہیں۔ میں نے ساتھ جانا چاہا۔ لیکن آپ نے مجھے ہاتھ کے اشارہ سے روک دیا۔ میری طبیعت پر ایسا اثر ہؤا کہ آپ یہ سمجھتے ہیں کہ باہر چونکہ خطرہ ہے اس لئے میرا ساتھ جانا ٹھیک نہیں۔ آپ کے باہر تشریف لے جانے پر مجھے خیال آیا کہ آپ کو کچھ دیر کے بعد میں نے دیکھا ہے میں آپ کو کچھ نذرانہ پیش کروں۔ میں خیال کرتا ہوں کہ میری جیب میں چھ سو روپیہ ہے یہ میں پیش کر دوں گا۔ یہ میں سوچ ہی رہا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام واپس تشریف لے آئے۔ میں نے جیب میں ہاتھ ڈالا کہ میں روپیہ نکال کر آپ کو دوں لیکن معاً یہ خیال آیا کہ آپ کے سامنے اس طرح روپیہ نکال کر دیکھنا اور گننا کہ یہ چھ سو پورا ہے یا نہیں یہ گستاخی کا رنگ رکھتا ہے۔ اور میں نے خیال کیا کہ جب آپ کمرہ کے اندر چلے جائیں گے۔ تو پھر میں روپیہ گن کر دوسرے موقع پر پیش کر دوں گا۔ آپ جب کمرہ میں داخل ہوئے تو آپ نے السلام علیکم کہا اور پھر درمیانی رستہ میں سے جو مکان کے کمروں میں گذرتے ہوئے اپنے کمرہ میں داخل ہو گئے اور اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔

(۲)

دو چار دن کے بعد اسی طرح دعا کر کے میں سویا تو میں نے دیکھا کہ گویا ہم قادیان میں ہیں اور اسی مکان میں ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تھا۔ لیکن کمروں وغیرہ میں کچھ فرق معلوم ہوتا ہے۔ مکان کی شکل زیادہ تر اس پرانے نقشہ کے مطابق ہے جو کہ ابتداء میں مکان کا تھا۔ میں حضرت ام المومنینؓ کے صحن میں سے گذر رہا ہوں۔ صحن میں دو عورتیں چادر اوڑھے لیٹی ہیں جیسے کچھ بیمار ہوتی ہیں۔ حضرت ام المومنینؓ مکان کے اس حصہ سے باہر تشریف لائیں جس میں ہجرت کے وقت ام متین رہا کرتی تھیں۔ ان کو دیکھتے ہی مجھے یہ احساس ہؤا کہ گویا حضرت مسیح موعود علیہ السلام ابھی فوت ہوئے ہیں اور میں دل میں خیال کرتا ہوں کہ اب آپ کے گذارہ کی کیا صورت ہو گی۔ یہ خیال آتے ہی میں نے اپنے دل میں کہا کہ جو کچھ میری آمد ہو گی۔ وہ میں ان کی خدمت میں پیش کر دیا کروں گا۔ اور وہ خود اپنی مرضی سے جو کچھ ہمارے گذارہ کے لئے دینا چاہیں گی دے دیا کریں گی۔ یہ سوچ کے میں پاس کے ایک صحن کی طرف چلا گیا جو مشرق کی طرف ہے اور جہاں آخری زمانہ میں پادر چیخانہ تھا مگر پہلے کسی زمانہ میں وہ گھر کا حصہ تھا۔ اور اپنی شادی کے ابتدائی زمانہ میں میں بھی وہاں رہا ہوں۔ میں جب اس صحن میں داخل ہونے لگا۔ تو حضرت ام المومنینؓ نے فرمایا۔ میں بھی آ جاؤں اور کچھ دیر کے لئے وہاں بیٹھوں۔ میں نے کہا "شوق سے" اور یہ کہہ کے میں صحن میں داخل ہؤا۔ اس کے ساتھ ایک کمرہ ہے وہ کمرہ بھی ابتدائی زمانہ میں ہؤا کرتا تھا۔ اور میں اسی میں پڑھا کرتا تھا۔ اس کمرہ میں ہماری کچھ اور رشتہ دار عورتیں بھی ہیں۔ میں جب وہاں گیا۔ تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کھانے کا وقت ہے۔ کسی نے کہا دستر خوان بچھائیں اور دستر خوان بچھانا شروع کر دیا۔ بہت سی عزیز عورتیں اور بچے جن میں سے بعض کسی قدر دور کے رشتہ دار بھی ہیں کھانے کے لئے بیٹھ گئے۔ جو عورتیں دور کی عزیز ہیں۔ وہ بجائے سامنے کی صف میں بیٹھنے کے پہلو کی صف میں بیٹھیں تاکہ پردہ بھی قائم رہے۔ اس کے بعد آنکھ کھل گئی۔

(۳)

میں نے دیکھا کہ میں ایک جگہ پر بیٹھا ہوں اور کوئی سو ڈیڑھ سو کے قریب احمدی میرے ارد گرد بیٹھے ہیں۔ سب کے لباس سفید ہیں اور پگڑیاں بڑی بڑی باندھی ہوئی ہیں۔ اور وہ بھی سفید ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان لوگوں میں سے بعض کے دل پر موجودہ مخالفت کا کچھ بوجھ ہے۔ مگر بوجھ اس رنگ میں ہے کہ بعض لوگوں کو تو شہادت مل رہی ہے اور ہم شہادت سے محروم ہیں۔ میں ان لوگوں کو مخاطب کر کے کہتا ہوں۔ کہ یہ نہ سمجھو کہ انعامات دی لے گئے جو شہید ہو۔ گئے۔ تم لوگ بھی جو اپنے دلوں میں اسباب کی امید رکھتے ہو کہ خدا کی راہ میں اگر ہم مارے جائیں تو کوئی پرواہ نہیں۔ اس میں ہماری خوش نصیبی ہے ویسے ہی شہید ہو جیسے وہ لوگ جو کہ عملاً شہید ہوئے۔ ان کا عملاً شہید ہونا ان کے کاموں کا نتیجہ نہیں۔ بلکہ خدا تعالیٰ کے فعل کا نتیجہ ہے۔ اگر تم شہید نہیں ہوئے تو خدا تعالیٰ نے ایسے حالات پیدا نہیں کئے کہ تم شہید ہو جاتے۔ پس اس کی وجہ سے خدا تعالیٰ تم کو شہادت کے مرتبہ سے محروم نہیں کرے گا۔ بلکہ خدا تعالیٰ کی نظروں میں تم بھی ویسے ہی شہید ہو جیسا کہ وہ لوگ جو کہ عملاً شہید ہو گئے۔

(۴)

میں نے دیکھا کہ گویا ہم قادیان میں ہیں اور رات کا وقت ہے۔ میں اور ام متین وہاں سو رہے ہیں۔ لیکن عجیب بات یہ ہے کہ گھر کے اندر نہیں سو رہے بلکہ اس چوک میں سو رہے ہیں جو کہ مسجد مبارک کے سامنے اور مرزا نظام الدین صاحب کے مکان کے سامنے ہے تہجد کے وقت میری آنکھ کھلی تو میں نے ام متین سے کہا کہ جلد اندر بستر اٹھا لے چلیں کیونکہ اب صبح کا وقت قریب ہے۔ ممکن ہے کہ اس گلی کی طرف سے جو مسجد اقصےٰ کی طرف سے آتی ہے۔ کچھ لوگ آئیں تو بے پردگی ہو۔ مگر ام متین کہتی ہیں کہ ابھی ٹھہر جائیں کوئی نہیں آتا۔ مگر میں نے اصرار کیا اور بستر اٹھانا شروع کیا۔ بستر کا ایک حصہ اٹھا کے میں مسجد مبارک کی سیڑھیوں پر چڑھا۔ مسجد مبارک کی سیڑھیوں میں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ابتدائی زمانہ میں ایک چھوٹا دروازہ کھلتا تھا وہ وہاں موجود ہے۔ میں نے اس پر دستک دی۔ پہلی دفعہ دستک دینے پر کوئی نہیں بولا۔ دوسری دفعہ دستک دینے پر اندر سے آواز آئی کون ہے؟ اور میں نے بتایا کہ میں ہوں دروازہ کھولو۔ اس پر حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کی ایک مرحومہ خادمہ جن کا نام سردارہ تھا اور جو نو مسلمہ تھیں ہندو سے مسلمان ہوئی تھیں ان کی آواز آئی کہ حضرت صاحب ہیں دروازہ کھولو اور آگے بڑھ کے انہوں نے اور ایک عورت نے دروازہ کھول دیا۔ اور میں نے بستر کا وہ حصہ جو اٹھا کے لایا تھا وہاں رکھ دیا۔ اور میں نے کہا ابھی دروازہ کھلا رکھو میں باقی بستر لاتا ہوں۔ جب میں واپس آنے لگا تو انہوں نے کہا ہم کچھ آدمی ساتھ بھیجیں وہ بستر اٹھا لائیں۔ میں نے انہیں منع کیا اور کہا کہ میں خود ہی بستر اٹھا لاتا ہوں۔ واپس جا کر میں نے کچھ حصہ اور بستر کا اٹھایا اور ام متین سے کہا کہ میں یہ چھوڑ آؤں تو پھر باقی بستر اٹھا کر لے جاؤں گا۔ اور تم بھی ساتھ چلے چلنا مگر جب میں یہ بستر چھوڑنے جا رہا تھا تو میری آنکھ کھل گئی۔

(۵)

آج رات میں نے رؤیا میں دیکھا کہ ہم کہیں ربوہ سے باہر کسی شہر میں ہیں۔ جمعہ کا دن ہے اس جگہ کی جماعت اچھی خاصی بڑی ہے۔ اور میں جمعہ پڑھنے کے ارادہ سے تیاری کر رہا ہوں عزیزم چوہدری ظفر اللہ خان سلمہ اللہ تعالیٰ بھی وہاں ہیں۔ جمعہ کی تیاری کرنے کے بعد گھر کے ایک بڑے کمرہ میں سنتیں پڑھنے میں مشغول ہؤا۔ اور میرے ساتھ ہی چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب بھی سنتیں ادا کرنے میں مشغول ہو گئے۔ یہ مجھے اب یاد نہیں۔ کہ کس خیال سے۔ آیا بیماری کے خیال سے یا کسی اور خیال سے میں نے نماز ہی میں خیال کیا کہ آج جمعہ میں نہ پڑھاؤں بلکہ چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب پڑھائیں۔ اسوقت نماز میں ہی مجھ پر جمعہ کے خطبہ کے متعلق کچھ انکشافات شروع ہوئے۔ جن کا خلاصہ یہ ہے کہ انسانی اعلےٰ زندگی کے دو دیے ہوتے ہیں ایک اخلاقی اور ایک روحانی۔ کچھ امور اخلاقی زندگی کے ستون کے طور پر ہوتے ہیں۔ اور کچھ روحانی زندگی کے ستون کے طور پر ہوتے ہیں۔ اور ان دونوں زندگیوں کے متعلق یہ قاعدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے سعید بندوں کے دل میں کسی ایک یا ایک سے زیادہ مضمونوں کی مناسبت رکھ دیتا ہے۔ اس مناسبت کی ادنیٰ صورت تو یہ ہوتی ہے۔ کہ اس شخص کے دل میں ان اعمال کے کرنے کی خواہش بڑے زور سے پیدا ہوتی ہے۔ اور وہ گویا ان اعمال

کے کرنے کی خواہش بڑے زور سے پیدا ہوتی ہے۔ اور وہ گویا ان اعمال کو اپنی زندگی کا حصہ سمجھنے لگتا ہے اور اس کا اعلیٰ مقام یہ ہوتا ہے کہ وحی خفی کے طور پر اس ایک خلق یا ایک سے زیادہ اخلاق کی طرف اس کی توجہ پھیری جاتی ہے۔ اور وہ ان کا مبلغ بن جاتا ہے اور دیوانہ وار بنی نوع انسان میں ان کی اشاعت کرنے لگ جاتا ہے۔ جو روحانی حصہ ہے مذہبی زندگی کا۔ اس میں بھی اسی طرح ہوتا ہے۔ کہ پہلے انسان کی فطرت میں کچھ مضمون رکھے جاتے ہیں۔ اسکے بعد ایک خاص زمانہ میں اللہ تعالیٰ وحی جلی یعنی وحی اور الہام کے ذریعہ سے اس شخص کو ان مضامین کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ اور وہ نہ صرف خود وہ کام کرنے لگ جاتا ہے۔ بلکہ ان کی تبلیغ میں مشغول ہو جاتا ہے۔ اور اس کام میں بالکل محو ہو جاتا ہے۔ جو لوگ پہلے حصہ یعنی اخلاقی حصہ کی وحی خفی پاتے ہیں۔ ان میں غیر مذاہب کے بعض سعید الفطرت لوگ بھی ہوتے ہیں۔ مگر زیادہ تر سچے مذہبوں کے ماننے والے ہوتے ہیں۔ یہ لوگ اخلاقی حصہ کی اتباع تو اپنی فطرت اور وحی خفی سے کرتے ہیں۔ اور روحانی حصہ کی اتباع اپنی فطرت اور نبی کی وحی جلی کے ماتحت کرتے ہیں۔ نبیوں کو دونوں حصوں کا علم بخشا جاتا ہے۔ لیکن فرق یہ ہوتا ہے کہ اخلاقی حصہ پہلے انہیں طبیعت اور وحی خفی سے ملتا ہے۔ اور پھر بعد میں وحی جلی میں وہی علم زیادہ وضاحت کے ساتھ شامل ہو جاتا ہے۔

پھر مجھے بتایا گیا کہ صلحاء کو اخلاقی حصے کا علم طبعی اپنے اپنے درجہ کے مطابق ایک ایک دو دو تین تین چار چار قسم کا ملتا ہے۔ حتیٰ کہ تمامہ کاملہ جو ہوتی ہے۔ اس کو سارے اخلاق کا علم دو لیتاً اور وحی خفی کے ذریعہ سے بھی ملتا ہے۔ اسی طرح روحانی امور کا حصہ بھی انبیاء کو ایک ایک دو دو چار چار قسم کا ملتا ہے۔ مگر انسان کامل کو سارے اقسام کا علم ملتا ہے۔ جب مجھے یہ مضمون سمجھایا جا رہا تھا تو دو تختیاں بھی میرے سامنے پیش کی گئیں۔ جو ہیں تو الگ الگ لیکن جڑی ہوئی ہیں۔ ان کی شکل کچھ اس قسم کی ہے۔

نمبر۱ نمبر۲
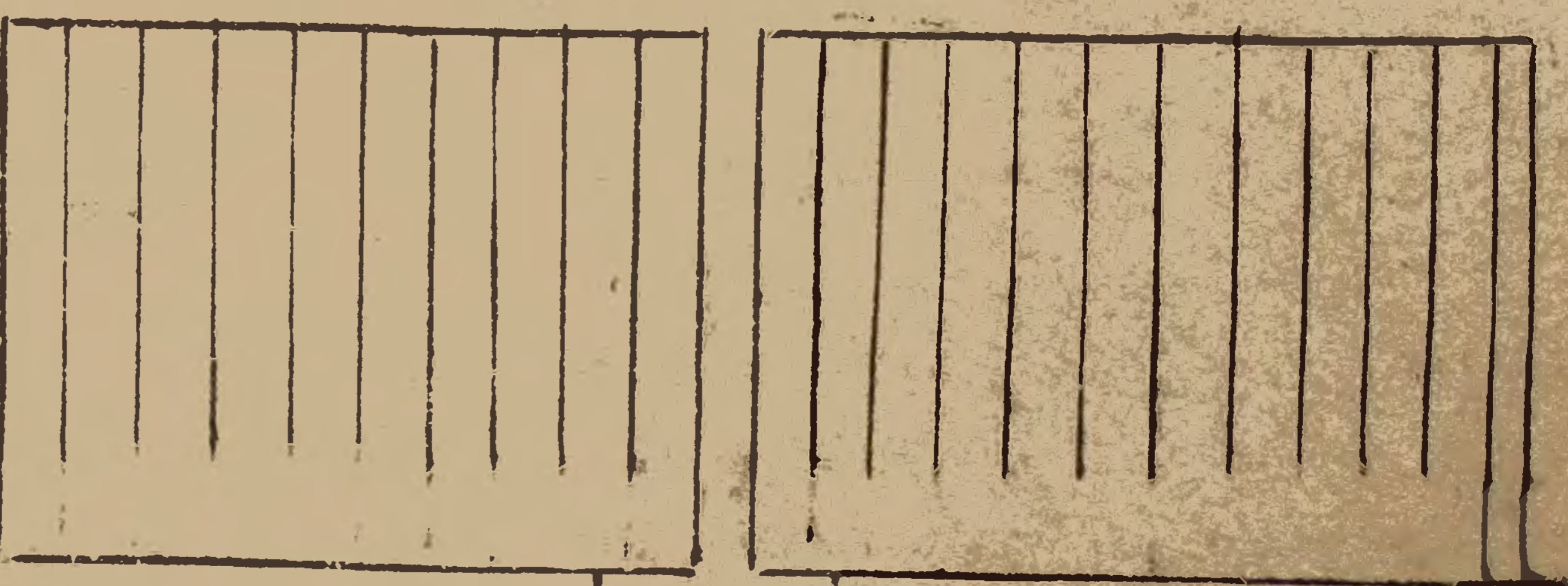
پہلی تختی پر جو نشان ہیں مجھے بتایا گیا۔ کہ یہ اخلاقی اصولوں کے نشان ہیں۔ جو حصہ ہاتھ میں پکڑنے والا ہے۔ جہاں کی لکیریں درمیان میں آ کے رک جاتی ہیں وہ اخلاق کے متعلق ہیں۔ اور دوسری تختی روحانیت کا نقشہ کھینچتی ہے۔ اس رنگ کا نقشہ بنا ہوا ہے جیسا کہ بیانوں وغیرہ باجوں کا نقشہ ہوتا ہے۔ مگر ان میں تو سوراخ ہوتے ہیں۔ ان کی لکیریں جہاں دکھائی گئی ہیں۔ وہاں سوراخ نہیں ہیں۔ صرف گڑھے دار لکیریں بنی ہوئی ہیں۔ اور یہ بتایا گیا ہے۔ کہ گویا انسانی روح ایک لکیر سے شروع ہو کر اس کے آخر تک چلی جاتی ہے اور وہ اس حصہ کا علم حاصل کر لیتی ہے۔ پھر دوسری سے شروع کر کے آخر تک چلی جاتی ہے۔ اور اس حصہ کا علم پورے طور پر حاصل کر لیتی ہے۔ و علیٰ ھٰذا القیاس۔ اور یہی طریقہ روحانی تختی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

پھر مجھے بتایا گیا۔ کہ انسانی روحیں مختلف مدارج میں بعض دفعہ کچھ اخلاقی مسائل پر عبور کر لیتی ہیں۔ اور بعض دفعہ سارے اخلاقی مسائل پر عبور کر لیتی ہیں۔ اور بعض روحانی لوگ روحانی تختی کے بعض حصوں پر عبور کر لیتے ہیں۔ مگر یہ روحانی لوگ کچھ اخلاقی حصوں پر بھی عبور کر لیتے ہیں۔ گو اخلاقی لوگوں کے لئے ضروری نہیں کہ کچھ روحانی امور پر بھی عبور کریں۔

پھر مجھے بتایا گیا کہ ایک وجود ایسا بھی ہے۔ جس نے سارے ہی اخلاقی امور پر بھی عبور کیا ہے۔ اور سارے ہی روحانی امور پر بھی عبور کیا ہے۔ اور وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وجود ہے۔ آپ کا کمال یہ ہے کہ نہ صرف یہ کہ آپ نے ساری شقوں پر عبور حاصل کیا ہے بلکہ ہر شق کے ماہروں سے بھی آپ اوپر نکل گئے ہیں۔ گویا انفرادی تکمیل بھی آپ کو حاصل ہے۔ اور مجموعی تکمیل بھی آپ کو حاصل ہے۔ یہ وہ مضمون ہے جو اس وقت میرے دل میں ڈالا گیا۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ کہ میں اسے خطبہ میں بیان کروں گا۔ جب میں نے یہ فیصلہ کیا کہ میں چوہدری صاحب سے کہہ دوں۔ کہ وہ خطبہ دیں۔ تو ساتھ ہی میں نے خیال کیا کہ یہ مضمون لمبا ہے۔ ایک خطبہ میں بیان نہیں ہو سکتا۔ آج چوہدری صاحب اخلاقی حصہ کو بیان کر دیں۔ پھر کسی موقعہ پر میں روحانی حصہ کو بیان کر دوں گا۔ یہ خیال کر کے جبکہ سنتوں کے بعد میں بھی اور چوہدری صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ جیسا کہ ذکر الٰہی کے لئے بیٹھتے ہیں۔ تو میں نے وہ تختیاں چوہدری صاحب کی طرف بڑھائیں۔ اور میں نے کہا کہ آج آپ جمعہ کا خطبہ پڑھیں اور یہ مضمون بیان کر دیں۔ پھر میں ان تختیوں کے متعلق جو مضمون مجھے بتایا گیا ہے۔ ان سے بیان کرتا ہوں۔ اور یہ بھی کہتا ہوں۔ کہ دوسرا حصہ میں بیان کروں گا۔ آپ پہلی تختی کے متعلق بیان کریں۔ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔

پہلی دو رویاء سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ سلسلہ کے لئے بہت زیادہ قربانی کرنے کا وقت آگیا ہے۔ مخلصین کو اللہ تعالیٰ اس کی توفیق بخشے گا۔ اور تیسری خواب سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ قادیان کو موجودہ ہندوستانی فتنہ سے نسبتاً امن بخشے گا۔ اور چوتھی رویاء سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مدت تک موجودہ فتنہ اور بڑھے گا۔ اور ایک جماعت مخلصین کی ایسی پیدا ہو جائے گی۔ جو سابقون الاولون میں شامل ہو جائے گی۔ اور اخلاص کا اعلیٰ مقام حاصل کرے گی۔ اور اللہ تعالیٰ ان کے ہاتھوں فتوحات روحانیہ بخشے گا۔ اور بغیر ظاہری شہادت ملنے کے وہ شہیدوں میں شامل کئے جائیں گے۔ منھم من قضیٰ نحبہ و منھم من ینتظر۔

عہدہ داران جماعتہائے احمدیہ ہندوستان کا اہم فرض

ہر احمدی نے بوقت بیعت یہ اقرار کیا تھا کہ وہ ہر حال میں دین کو دنیا پر مقدم رکھے گا۔ اس وقت دین کی جو حالت ہے اس کا اندازہ احباب کو اخبارات سے ہو چکا ہوگا۔ اگر سلسلہ کی اس نازک حالت میں ہم اپنی آمد کا وہ حصہ بھی باقاعدگی سے ادا نہیں کر سکتے جو سلسلہ کی طرف سے ہم پر عائد کیا گیا ہے تو ہم کس طرح اپنے اس عہد کو پورا کرنے والے قرار دیئے جا سکتے ہیں۔ اگرچہ اس سلسلہ میں داخل ہونے پر جو بوجھ ڈالا گیا ہے وہ دوسرے مسلمانوں پر نہیں ہے لیکن ان قربانیوں اور اس بوجھ کو کہ حقہٗ اٹھانے کے عوض جو انعامات کے وعدے جماعت کے ساتھ ہیں۔ وہ دوسروں کے ساتھ نہیں ہیں پس کیا ہی خوش قسمت ہیں وہ افراد جو اپنی اس چند روزہ زندگی کے آرام و تعیش کو قربان کرتے ہوئے خدا تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا کو جو ایک دائمی زندگی کیلئے سرمایۂ حیات ہے۔ حاصل کرنے کیلئے شب و روز کوشاں رہتے ہیں۔ اگرچہ اس وقت حالات نامساعد ہیں اور جہاں سلسلہ کو مشکلات درپیش ہیں وہاں احمدی احباب بھی مختلف قسم کی آزمائشوں میں سے گزر رہے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے احسانات اور انکے فضلوں کو جذب کرنے کا بھی یہی موقعہ ہے۔ ورنہ الٰہی کوششوں کے مطابق وہ وقت بھی آنیوالا ہے جبکہ اس سلسلہ کو خدا تعالیٰ اسقدر کثرت عطا فرمائیگا کہ مالی قربانیوں کی ضرورت باقی نہیں رہیگی۔ اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ ماموروں اور انکے قریب کے زمانہ کے لوگوں کی مالی قربانیاں اللہ تعالیٰ کے حضور اسقدر بیش قیمت ہوتی ہیں کہ بعد کے زمانہ کی مالی قربانیاں ان کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ اور بعد میں کی جانیوالی بڑی سے بڑی قربانی کی بھی وہ قدر نہیں ہوگی جو فی زمانہ معمولی قربانی کی ہے۔ پس ہم کو موجودہ حالات کا اندازہ کرتے ہوئے زیادہ سے زیادہ مالی قربانیوں میں حصہ لینا چاہیئے۔ تمام جماعتوں کے سکرٹریان مال کو ان کی جماعتوں کے بجٹ سے اطلاع دیتے ہوئے توجہ دلائی گئی تھی کہ وہ اپنے فرض کو پہچانتے ہوئے بجٹ کے مطابق احباب سے ان کے چندہ جات وصول کرنے کی کوشش فرما دیں تاکہ جہاں احباب اپنے فرائض کی ادائیگی کی صورت میں ثواب حاصل کر سکیں۔ وہاں سلسلہ کی ضروریات بھی جن کا انحصار احباب کے چندوں پر ہے پوری ہو سکیں مگر افسوس کے ساتھ اس بات کا اظہار کرنا پڑتا ہے کہ باوجودیکہ مالی سال کی پہلی سہ ماہی گزر چکی ہے لیکن اکثر جماعتوں نے اپنے فرض کو نہیں پہچانا۔ اور تدریجی بجٹ کو پورا نہیں کیا۔ اور بعض جماعتیں تو ایسی ہیں کہ انہوں نے اپنے بجٹ میں سے کچھ بھی ادا نہیں کیا۔ پس اعلان کے ذریعہ احباب جماعت اور عہدیداران کو توجہ دلائی جاتی ہے کہ وہ غفلت سے بیدار ہوں اور سستی ترک کر دیں اور اپنی بیعت کے اقرار کو سامنے رکھیں اور اس کو پورا کرنے کے لئے پورا زور لگا دیں۔ اور اپنی گذشتہ کمی کو فوراً پورا کریں۔ اور آئندہ کے لئے ایسا انتظام کریں کہ وہ اپنے ماہانہ چندہ جات کو ہر ماہ باقاعدگی سے ادا کریں اور کوشش کریں کہ جماعت کا کوئی فرد بھی بقایا دار نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے کہ ہم اپنے فرائض کو کما حقہٗ بجا لا دیں۔ آمین۔

(ناظر بیت المال قادیان)

آسمانی پانی

از مکرم شیخ عبدالقادر صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ

میں وہ پانی ہوں کہ اُترا آسماں سے وقت پر
میں وہ ہوں نورِ خدا جس سے ہُوا دن آشکار

"خدا تعالےٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالےٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا سو تم اس مقصد کی پیروی کرو مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے اور جب تک کوئی خدا سے روح القدس پاکر کھڑا نہ ہو میرے بعد سب مل کر کام کرو۔" (الوصیت صفحہ ۸ و ۹)

"میں اپنے دعویٰ کی نسبت اس قدر بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ میں اپنی طرف سے نہیں بلکہ خدا کے انتخاب سے بھیجا گیا ہوں تا میں مغالطوں کو رفع کروں اور پیچیدہ مسائل کو صاف کردوں۔ اور اسلام کی روشنی دوسری قوموں کو دکھلاؤں اور یاد رہے کہ جیسا کہ ہمارے مخالف ایک مکروہ صورت اسلام کی دکھلا رہے ہیں یہ صورت اسلام کی نہیں ہے بلکہ وہ ایک ایسا چمکتا ہوا ہیرا ہے جس کا ہر ایک گوشہ چمک رہا ہے اور جیسا کہ ایک بڑے محل میں بہت سے چراغ ہوں اور کوئی چراغ کسی دریچہ سے نظر آوے اور کوئی کسی کونہ سے۔ یہی حال اسلام کا ہے کہ اسکی آسمانی روشنی صرف ایک ہی طرف سے نظر آتی بلکہ ہر ایک طرف سے اسکے ابدی چراغ نمایاں ہیں۔ اس کی تعلیم بجائے خود ایک چراغ ہے اور اس کی قوتِ روحانی بجائے خود ایک چراغ ہے اور اسکے ساتھ جو خدا کی نصرت کے نشان ہیں وہ ہر ایک نشان چراغ ہے۔ اور جو شخص اسکی سچائی کے اظہار کے لئے خدا کی طرف سے آتا ہے وہ بھی ایک چراغ ہوتا ہے۔ میرا بڑا حصہ عمر کا مختلف قوموں کی کتابوں کے دیکھنے میں گذرا ہے مگر میں سچ سچ کہتا ہوں کہ میں نے کسی دوسرے مذہب کی کسی تعلیم کو خواہ اُس کا عقائد کا حصہ اور خواہ اخلاقی حصہ اور خواہ تدبیر منزلی اور سیاستِ مدنی کا حصہ اور خواہ اعمال صالحہ کی تقسیم کا حصہ ہو قرآن شریف کے بیان کے ہم پہلو نہیں پایا۔ اور یہ قول میرا اسلئے نہیں کہ میں ایک شخص مسلمان ہوں بلکہ سچائی مجھے مجبور کرتی ہے کہ میں یہ گواہی دوں اور یہ میری گواہی بے وقت نہیں بلکہ ایسے وقت میں ہے جبکہ دنیا میں مذاہب کی کشمکش شروع ہے۔ مجھے خبر دی گئی ہے کہ اس کشتی میں آخر کار اسلام کو غلبہ ہے۔ میں زمین کی باتیں نہیں کہتا کیونکہ میں زمین سے نہیں ہوں بلکہ میں وہی کہتا ہوں جو خدا نے میرے منہ میں ڈالا ہے۔ زمین کے لوگ خیال کرتے ہوں گے کہ شاید انجام کار عیسائی مذہب دنیا میں پھیل جائے یا بدھ مذہب تمام دنیا پر حاوی ہو جائے۔ مگر وہ اس خیال میں غلطی پر ہیں یاد رہے کہ زمین پر کوئی بات نہیں ہوتی جب تک وہ بات آسمان پر قرار نہ پائے۔ سو آسمان کا خدا مجھے بتلاتا ہے کہ آخر اسلام کا مذہب دلوں کو فتح کرے گا۔ اس مذہبی جنگ میں مجھے حکم ہے کہ میں حکم کے طالبوں کو ڈراؤں۔ اور میری مثال اس شخص کی ہے جو ایک خطرناک ڈاکوؤں کے گروہ کی خبر دیتا ہے جو ایک گاؤں کی غفلت کی حالت میں اس پر ڈاکہ مارنا چاہتے ہیں۔ پس جو شخص اُس کی سنتا ہے۔ وہ اپنا مال ان ڈاکوؤں کی دستبرد سے بچا لیتا ہے اور جو نہیں سنتا وہ غارت کیا جاتا ہے۔ ہمارے وقت میں دو قسم کے ڈاکو ہیں۔ کچھ تو باہر کی راہ سے آتے ہیں اور کچھ اندر کی راہ سے۔ اور وہی مارا جاتا ہے جو اپنے مال کو محفوظ جگہ میں نہیں رکھتا۔ اس زمانہ میں ایمانی مال کے بچانے کے لئے محفوظ جگہ یہ ہے کہ اسلام کی خوبیوں کا علم ہو۔ اسلام کی قوتِ روحانی کا علم ہو۔ اسلام کے زندہ معجزات کا علم ہو اور اُس شخص کا علم ہو جو اسلامی بھیڑوں کے لئے بطور گلہ بان مقرر کیا جائے کیونکہ پرانا بھیڑیا اب تک زندہ ہے۔ وہ مرا نہیں ہے۔ وہ جس بھیڑ کو اکیلے چرنے والے سے دور دیکھے گا وہ ضرور اس کو لے جائے گا۔"

اے بندگانِ خدا آپ لوگ جانتے ہیں کہ جب امساکِ باراں ہوتا ہے اور ایک مدت تک مینہ نہیں برستا تو اس کا آخری نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کوئیں بھی خشک ہونے شروع ہو جاتے ہیں پس جس طرح جسمانی طور پر آسمانی پانی بھی زمین کے پانیوں میں جوش پیدا کرتا ہے اسی طرح روحانی طور پر جو آسمانی پانی ہے (یعنی خدا کی وحی) وہی سفلی عقلوں کو تازگی بخشتا ہے سو یہ زمانہ بھی اس روحانی پانی کا محتاج تھا۔

"میں اپنے دعویٰ کی نسبت اس قدر بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ میں عین ضرورت کے وقت خدا کی طرف سے بھیجا گیا ہوں۔ جبکہ اس زمانہ میں بہتوں نے یہود کا رنگ پکڑا۔ اور نہ صرف تقویٰ اور طہارت کو چھوڑا بلکہ ان یہود کی طرح جو حضرت عیسیٰؑ کے وقت میں تھے سچائی کے دشمن ہو گئے۔ تب بالمقابل خدا نے میرا نام مسیح رکھ دیا۔ نہ صرف یہ ہے کہ میں اس زمانہ کے لوگوں کو اپنی طرف بلاتا ہوں بلکہ خود زمانہ نے مجھے بلایا ہے۔"

وقت تھا وقتِ مسیحا نہ کسی اور کا وقت
میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا!

مساجد کا قیام قوم کیلئے بہت بڑی برکات کا موجب ہوتا ہے

جماعت احمدیہ کو چاہیئے کہ یورپ کے مختلف ممالک میں مساجد تعمیر کی بابرکت تحریک میں پورے زور سے حصہ لے

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے امریکہ۔ جرمنی۔ سوئٹزرلینڈ۔ سپین اور فرانس میں مساجد کی تعمیر کے متعلق جو روح پرور خطبہ ۱۶ رمئی ۱۹۵۲ء کو ربوہ میں فرمایا ہے جماعت کے دوست اسے پڑھ چکے ہیں۔ اس خطبہ میں جماعت کے مختلف کاروباری طبقوں سے حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے جو مطالبات فرمائے ہیں۔ ذیل میں ان کا خلاصہ درج کیا جاتا ہے۔ دوستوں کو چاہیئے کہ اس کے مطابق ہر ماہ رقوم ادا فرماتے رہیں۔ تا بیرونی ممالک میں اشاعت اسلام کے یہ مستقل مراکز جلد قائم ہو جائیں۔

۱۔ وکلاء۔ ڈاکٹر۔ کنٹریکٹر۔ پیشہ ور احباب۔ وغیرہ گذشتہ سال کی آمد معین کریں اور پھر اس تعیین کے بعد اگلے سال ان کی آمد میں جو زیادتی ہو اس کا دسواں حصہ خانہ خدا کی تعمیر کے لئے ادا کریں۔

(ب) علاوہ سالانہ آمد کی زیادتی کا دسواں حصہ دینے کے وہ بجٹ کے سال کے پہلے مہینے یعنی ماہ مئی کی آمد کا پانچ فیصدی مسجد فنڈ میں ادا کریں۔

۲۔ ملازمین احباب کو ہر سال جو پہلی سالانہ ترقی ملے وہ مساجد کی تعمیر کے لئے دی جائے۔ اس طرح جب کوئی دوست پہلی دفعہ ملازم ہو۔ تو پہلی تنخواہ ملنے پر اس کا دسواں حصہ مسجد فنڈ کیلئے دیا جائے۔

۳۔ زمیندار احباب جن کی زمین دس ایکڑ سے کم ہو وہ ایک آنہ فی ایکڑ کے حساب سے۔ اور جن کے پاس اس سے زائد زمین ہو۔ وہ دو آنہ فی ایکڑ کے حساب سے مسجد فنڈ میں چندہ دیں

۴۔ مزارع جن کے پاس دس ایکڑ سے کم مزارعت ہو۔ وہ دو پیسہ فی ایکڑ کے حساب سے اور اس سے زائد مزارعت والے ایک آنہ فی ایکڑ کے حساب سے رقم ادا کریں۔

۵۔ بڑے تاجر۔ مثلاً منڈیوں کے آڑھتی۔ کمپنیوں والے۔ کارخانوں والے وغیرہ یہ مہینے کے پہلے دن کے پہلے سودے کا منافع مسجد فنڈ میں دیا کریں۔

چھوٹے تاجران ہر ہفتہ کے پہلے دن کے پہلے سودے کا منافع مسجد فنڈ میں دیا کریں۔

۶۔ مستری۔ لوہار۔ مزدور دوست ہر مہینے کے پہلے دن کی مزدوری کا یا کوئی اور دن مقرر کر کے اس دن کی مزدوری کا دسواں حصہ مسجد فنڈ میں دیں۔

۷۔ مختلف خوشی کی تقاریب پر مثلاً نکاح پر۔ شادی پر۔ بچے کی پیدائش پر۔ مکان کی تعمیر پر یا امتحان میں پاس ہونے پر کچھ نہ کچھ رقم ضرور مسجد فنڈ میں دی جائے۔

جملہ رقوم محاسب صاحب صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام اس ہدایت کیساتھ بھجوائی جائیں کہ یہ رقوم "مساجد فنڈ تحریک جدید" میں جمع کی جائیں۔ اللہ تعالیٰ جماعت کے سب دوستوں کو تو اب کے اس مستقل کام میں زیادہ سے زیادہ حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے۔

(وکیل المال تحریک جدید قادیان)

جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان اور ان کی مالی ذمہ واریاں!

یکم مئی ۱۹۵۱ء سے ۳۰ اپریل ۱۹۵۲ء تک جماعتوں کے بجٹ اور ان کی طرف سے اسکے مقابل پر موصول شدہ چندوں اور ۳۰-۴-۵۲ کو جو بقایا ان کے ذمہ رہ جاتا ہے اسکی فہرست جماعتہائے احمدیہ ہندوستان کی اطلاع کیلئے ذیل میں شائع کرائی جارہی ہے۔ اگر کسی جماعت کے نزدیک انکے حساب اور اس حساب میں کوئی فرق ہو تو اسکی اطلاع کریں۔

بقایادار جماعتوں کے عہدہ داروں کو چاہیئے کہ وہ اپنی جماعت کے بقایا داروں کو لازمی چندہ جات کی اہمیت کی طرف سے توجہ دلاتے ہوئے اپنے ذمہ کے بقایا کو جلد از جلد ادا کرنے کی طرف توجہ دلائیں اور کوشش کریں کہ ان کی جماعت کے ذمہ کا بقایا جلد صاف ہو جائے۔

سال حال یعنی مئی ۱۹۵۲ء سے اپریل ۱۹۵۳ء تک کے بجٹوں کی تفصیل تمام جماعتوں کو بھجوائی جاچکی ہے۔ عہدہ داران کو چاہیئے کہ وہ ابھی سے اس رنگ میں جدوجہد کریں کہ ان کا بجٹ تمام مالی سال تک سو فیصدی پورا ہو جائے۔ اور ان کے ذمہ کوئی بقایا نہ رہے۔ اگر چندہ دہندگان اور عہدہ داران پوری طور پر کوشش کریں اور تعاون سے کام لیں اور ماہوار باقاعدگی سے چندہ جات کی ادائیگی ہوتی رہے تو پھر بقایا جات قائم نہیں رہ سکتے۔

اس وقت سلسلہ جن نازک مراحل میں سے گذر رہا ہے وہ اظہر من الشمس ہے اور ان کو یہاں دہرانے کی ضرورت نہیں۔ اس موقعہ پر خدائی انعامات کو حاصل کرنے اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے کا اور اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی پسندیدہ جماعت ثابت کرنے کیلئے ضروری ہے کہ ہم اپنے فرائض کی اہمیت کو محسوس کرتے ہوئے پہلے سے زیادہ جوش، ہمت اور رغبت کے ساتھ مالی قربانیوں میں حصہ لیں تا ہم ان انعامات کے مستحق ثابت ہوں جو اس زمانہ میں قربانیاں کرنے والی جماعت کے لئے اللہ تعالیٰ نے مقدر کر رکھے ہیں۔

(ناظر بیت المال قادیان)

نام جماعت	بجٹ ۱۹۵۱-۵۲ء				وصولی سالانہ				بقایا				کیفیت
	چندہ عام وحصہ آمد و بقایا	چندہ جلسہ سالانہ	چندہ تحریک ستمبر	میزان	چندہ عام وحصہ آمد و بقایا	چندہ جلسہ سالانہ	چندہ تحریک ستمبر	میزان	چندہ عام وحصہ آمد و بقایا	چندہ جلسہ سالانہ	چندہ تحریک ستمبر	میزان	
بنگلور	۲۱۷۹-۳-۰	۱۷۶-۳-۰	-	۲۳۵۵-۶-۰	۵۵۹-۵-۶	۳۹-۱۵-۰	-	۵۹۹-۴-۶	۱۶۱۹-۱۳-۶	۱۳۶-۴-۰	-	۱۷۵۶-۱-۶	
پینگاڈی	۱۹۹۶-۱۱-۶	۲۰۲-۱۵-۰	۱۵۰-۸-۰	۲۳۵۰-۲-۶	۱۲۶۶-۰-۸	۱۸۰-۱۴-۰	۴۹۰-۵-۴	۱۹۳۷-۴-۰	۷۳۰-۱-۱۰	۲۲-۱-۰	(-) ۳۳۹-۱۳-۴	۴۱۲-۱۴-۶	
کوٹھار	۵۷۸-۱۵-۰	۳۸-۳-۰	-	۶۱۷-۲-۰	۲۵۸-۱۲-۰	۱۷-۴-۰	-	۲۷۶-۰-۰	۳۲۰-۳-۰	۲۰-۱۵-۰	-	۳۴۱-۲-۰	
ستانکولم	۷۲۹-۱۴-۰	۷۱-۴-۰	-	۸۰۱-۲-۰	۸۹-۸-۰	۱۰-۱-۰	-	۹۹-۹-۰	۶۴۰-۶-۰	۶۱-۳-۰	-	۷۰۱-۹-۰	
کیرڈناگاپلی	۴۰۰۴-۱۱-۰	۲۵۸-۷-۰	۱۵۰-۷-۰	۴۴۱۳-۹-۰	۱۹۰۴-۳-۰	۲۲۸-۱۱-۰	۶۶-۱۰-۰	۲۱۹۹-۸-۰	۲۱۰۰-۸-۰	۲۹-۱۲-۰	۸۳-۱۳-۰	۲۲۱۴-۱-۰	
کرنول	۵۳۶-۱۴-۰	۴۸-۴-۰	-	۵۸۵-۲-۰	۱۲۱-۸-۰	-	-	۱۲۱-۸-۰	۴۱۵-۶-۰	۴۸-۴-۰	-	۴۶۳-۱۰-۰	
ساگر	۱۵۵-۹-۶	۱۶-۰-۰	-	۱۷۱-۹-۶	۸۹-۱-۰	۱۳-۸-۰	-	۱۰۲-۲-۰	۶۵-۱۵-۶	۲-۸-۰	-	۶۸-۷-۶	
ٹیلیچری	۳۳۷-۰-۰	۳۱-۱۲-۶	-	۳۶۸-۱۴-۶	۲۲۵-۰-۰	۱۹-۰-۰	-	۲۴۴-۰-۰	۱۱۲-۲-۰	۱۲-۱۲-۶	-	۱۲۴-۱۴-۶	
منارگھاٹ	۳۴۳-۱۰-۰	۳۷-۷-۰	-	۳۸۱-۱-۰	۱۹۰-۱۴-۰	-	-	۱۹۰-۱۴-۰	۱۵۲-۱۲-۰	۳۷-۷-۰	-	۱۹۰-۳-۰	
مرکرہ	۲۳۴-۰-۰	۶۲-۵-۰	-	۲۹۶-۵-۰	۱۲۴-۰-۰	-	-	۱۲۴-۰-۰	۱۱۰-۰-۰	۶۲-۵-۰	۳۳۹-۱۳-۴	۱۷۲-۵-۰	
کردلائی	۷۸-۰-۰	۲۰-۱۲-۰	-	۹۸-۱۲-۰	۴۷-۰-۰	-	-	۴۷-۰-۰	۳۱-۰-۰	۲۰-۱۲-۰	-	۵۱-۱۲-۰	
حلقہ کشمیر													
سرینگر	۸۵۳-۱۱-۶	۲۳-۱۲-۰	-	۸۷۷-۷-۶	۹۵-۲-۰	۰-۱۲-۰	-	۹۵-۱۴-۰	۷۵۸-۹-۶	۲۳-۰-۰	-	۷۸۱-۹-۶	
آسنور	۵۵۳۰-۴-۶	۲۴۶-۸-۰	۰-۸-۰	۵۵۷۷-۴-۶	۲۳۴-۹-۳	۱۲-۱۱-۰	۴-۰-۰	۲۵۱-۴-۰	۵۰۹۵-۱۱-۳	۲۳۳-۱۲-۰	(-) ۳-۸-۰	۵۳۲۶-۰-۳	
شورت	۸۷۰-۲-۰	۱۷-۱۵-۰	-	۸۸۸-۲-۰	۱۴۶-۹-۰	۱-۹-۰	-	۱۴۸-۲-۰	۷۲۳-۱-۰	۱۶-۶-۰	-	۷۴۰-۰-۰	
ہیچہ مرگ	۲۰۱-۱-۶	۱۲-۱۳-۰	-	۲۱۳-۱۴-۶	۵۲-۰-۰	-	-	۵۲-۰-۰	۱۴۹-۱-۶	۱۲-۶-۰	-	۱۶۱-۱۴-۶	
رشی نگر	۱۲۵۴-۹-۰	۳۹-۱۳-۰	-	۱۲۹۴-۶-۶	۷۱-۴-۰	-	-	۷۱-۴-۰	۱۱۸۲-۵-۰	۳۹-۱۳-۰	-	۱۲۲۳-۲-۰	
شوپیاں	۳۵۶-۶-۹	۲۹-۱۲-۰	-	۳۸۶-۲-۹	-	-	-	-	۳۵۶-۶-۹	۲۹-۱۲-۰	-	۳۸۶-۲-۹	
ماندوجن	۴۵۰-۱۲-۰	۷-۱۲-۰	-	۴۵۸-۸-۰	-	-	-	-	۴۵۰-۱۲-۰	۲۹-۱۲-۰	-	۴۵۸-۸-۰	
کنی پورہ	۶۶۳-۱۰-۰	۳۵-۴-۰	-	۶۹۸-۱۴-۰	۱۰۴-۰-۰	-	-	۱۰۴-۰-۰	۵۵۹-۱۰-۰	۳۵-۴-۰	-	۵۹۴-۱۴-۰	
یاڑی پورہ	۲۹۹۱-۱۴-۶	۵۳-۸-۰	-	۳۰۴۵-۶-۶	۲۵۶-۹-۰	۱۲-۰-۰	-	۲۶۸-۹-۰	۲۷۳۵-۵-۶	۴۱-۸-۰	-	۲۷۷۶-۱۳-۰	
ہاری پاری گام	۴۶۸-۰-۰	۱۱-۰-۰	-	۴۷۹-۰-۰	-	-	-	-	۴۶۸-۰-۰	۱۱-۰-۰	-	۴۷۹-۰-۰	
بانڈی پورہ	۱۳۶-۸-۰	۱۶-۰-۰	-	۱۵۲-۸-۰	۵۶-۴-۰	۱۱-۰-۰	-	۶۷-۴-۰	۸۰-۴-۰	۵-۰-۰	-	۸۵-۴-۰	
لدرون	۷۰-۶-۰	۳-۱۴-۰	-	۷۴-۴-۰	-	-	-	-	۷۰-۶-۰	۳-۱۴-۰	-	۷۴-۴-۰	
بانہ مولہ	۳۹۲-۰-۰	۱۰-۰-۰	-	۴۰۲-۰-۰	۴۵-۰-۰	-	-	۴۵-۰-۰	۳۴۷-۰-۰	۱۰-۰-۰	-	۳۵۷-۰-۰	
بھدرواہ	۱۷۲-۱۳-۰	-	-	۱۷۲-۱۳-۰	۸۴-۷-۰	-	-	۸۴-۷-۰	۸۸-۶-۰	-	-	۸۸-۶-۰	

رپورٹ مجلس خدام الاحمدیہ سکندرآباد بابت ماہ جولائی سنہ ۵۲ء

سکندرآباد کی مجلس خدام الاحمدیہ کی تعداد ۲۲ ہے۔ ان کے قائد سیٹھ یوسف احمدالہ دین صاحب معتمد بشیرالدین صاحب، ناظم مال سید جہانگیر علی صاحب اور ناظم تجنید صالح محمد صاحب ہیں

خدمتِ خلق بیماروں کی بیمار پرسی کی گئی۔ گم شدہ شیئر سرٹیفکیٹ دلانے میں امداد کی گئی۔ ایک مظلوم کی مدد کی گئی۔ ایک دوست کو نوکری کے سلسلہ میں مدد دی گئی۔ بعض مستحق احباب کو ۷۵ روپیہ قرضہ حسنہ میں امداد دی گئی۔ بعض بیماروں کو کار میں ان کے گھر پہنچایا گیا۔ قادیان کے ایک درویش کے ناطہ کی تکمیل کے سلسلہ میں مدد دی گئی۔ ایک آدمی کو نوکری دلانے اور ایک کو مکان دلانے میں مدد دی گئی۔

تعلیم قرآن کریم سادہ جاننے والوں کی تعداد ۱۹، باترجمہ جاننے والوں کی تعداد چار اور نماز باترجمہ جاننے والوں کی تعداد ۱۲ ہے۔ نورالقرآن حصہ دوم کا درس جاری ہے۔ ممبران کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب پڑھنے کی طرف توجہ دلائی جاتی رہی۔ احمدیہ جوبلی ہال افضل گنج میں ہفتہ واری تقاریر کا سلسلہ جاری کیا جا چکا ہے۔ اور مقامی اخبارات میں اس کا اعلان بھی کرایا جاتا ہے۔ چنانچہ ہر ہفتہ بعد نماز مغرب ٹھیک ½ ۷ بجے اجلاس شروع ہوتا ہے۔ اور اس ماہ میں چار اجلاس ہو چکے ہیں۔ اور ان میں مندرجہ مضامین پر مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی مبلغ سلسلہ تقاریر فرما چکے ہیں۔

۱۔ الوہیت مسیح۔ ۲۔ کفارہ۔ ۳۔ فضائل قرآن اور ۴۔ ضرورتِ مذہب۔

ہر اجلاس میں اوسط حاضری ۵۰ افراد تھی۔ اور غیر احمدی احباب بھی شریک ہوتے رہے اسی طرح ہر اتوار کو بعد نماز مغرب شیرآباد سکندرآباد میں عبدالرؤف صاحب کے مکان پر مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی قرآن مجید کا درس دیتے ہیں۔ جس میں غیر احمدی مرد اور عورتیں بھی شریک ہوتی ہیں۔

اس کے علاوہ حضرت عرفانی صاحب بعد نماز جمعہ درس القرآن دیتے رہے۔ اور صالح محمد صاحب کو درس دینے کی تربیت دیتے رہے۔

تربیت و اصلاح ممبران کو نماز باجماعت کی طرف توجہ دلائی جاتی رہی۔ مندرجہ بالا اجلاسات کے علاوہ چار تربیتی اجلاس منعقد ہوئے۔ جن کی مختصر کارروائی یہ ہے

پہلا اجلاس مورخہ ۶ر جولائی بروز اتوار الہ دین بلڈنگ سکندرآباد میں منعقد ہوا۔ تلاوت، عہد نامہ، نظم روئداد کے بعد نورالقرآن کا درس دیا گیا۔ اس کے بعد محمد صالح صاحب نے ہستی باری تعالےٰ پر، صالح محمد نے حضرت آدم علیہ السلام اور ابلیس کے متعلق، عبدالرؤف نے اخلاق فاضلہ پر، راشد محمد صاحب نے اسلام کی صداقت پر اور بشیرالدین صاحب نے تبلیغ کی اہمیت کے متعلق تقاریر کیں۔ اس کے بعد مولانا شریف احمد صاحب امینی نے ممبران کی مساعی پر اظہار خوشنودی فرمایا۔ اور آخر میں قائد صاحب نے خدام کو اسلامی شعار اپنانے کی تلقین فرمائی۔ اور عہد نامہ اور دعا پر اجلاس ختم ہوا۔

دوسرا اجلاس ۱۳ر جولائی بوقت دس بجے الہ دین بلڈنگس میں منعقد ہوا۔ تلاوت عہد نامہ، نظم اور روئداد کے بعد مختلف ممبران نے "میں احمدی کیوں ہوں" کے عنوان پر تقاریر کیں۔ جو بہت دلچسپ تھیں۔ ازاں بعد مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی نے قرآن کریم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ کرنے کی خدام کو تلقین فرمائی۔ اور اجلاس عہد نامہ اور دعا پر ختم ہوا

تیسرا اجلاس مورخہ ۲۰ر جولائی الہ دین بلڈنگ میں منعقد ہوا۔ تلاوت، عہد نامہ، نظم اور روئداد کے بعد نورالقرآن کا درس صفحہ ۵۱ سے ۶۰ تک دیا گیا۔ اس کے بعد خدا تعالیٰ کے قرب کو حاصل کرنے کا طریقہ۔ غیر احمدی احمدیوں کو کافر سمجھیں تو ہم کیا سمجھیں گے۔ موجودہ سائنس ہمیں قیامت کا یقین دلاتی ہے۔ صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام اہمیت نماز اور صدقہ و خیرات کی برکات کے عنوانوں پر تقاریر ہوئیں۔ اس کے بعد عہد نامہ و دعا پر جلسہ برخواست ہوا۔ م

۴۔ چوتھا اجلاس ۲۷ر جولائی کو سید جہانگیر علی صاحب کے مکان پر ہوا۔ تلاوت قرآن کریم عہد نامہ، نظم اور روئداد کے بعد خدام نے "دعوےٰ سے قبل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی"، "وفات مسیح"، "ختم نبوت"، "نبیوں کی کامیابی"، "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے عشق اور خدام الاحمدیہ کی اہمیت" کے عنوانوں پر تقاریر کیں۔ اور عہد نامہ و دعا پر اجلاس ختم ہوا۔

تبلیغ مسلم و غیر مسلم آدمیوں کو تین گھنٹہ تبلیغ کی گئی اور لٹریچر دیا گیا۔ ایک تبلیغی خط لکھا گیا۔ خان بہادر احمد الہ دین صاحب کے دفتر کے کارکنوں کو تبلیغ کی گئی۔ ایک احراری کے گالیوں سے بھرے ہوئے خط کا جواب دیا گیا۔ غیر احمدیوں کو جلسوں میں شمولیت کی دعوت دی گئی۔

نوٹ:- اکثر مجالس کی طرف سے کارگذاری کی ماہانہ رپورٹ باقاعدگی سے مرکزی دفتر میں موصول نہیں ہو رہی۔ اور جن مجالس کی رپورٹ موصول ہوتی ہے۔ ان کے مطالعہ سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ مجالس پوری توجہ سے خدام الاحمدیہ کے فرائض انجام نہیں دے رہیں۔ آئندہ کے لئے یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ جن مجالس کی کارگذاری کی بہتر رپورٹیں موصول ہوں گی انہیں اخبارات میں شائع کیا جائے گا۔ تاکہ ان کی کارگذاری کا دیگر مجالس کو علم ہو۔ اور جو مجالس سست ہیں۔ وہ اس نیک نمونہ پر چل کر اپنے اندر بیداری پیدا کر سکیں۔

خاکسار

معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان

تقرر عہدیداران جماعتہائے احمدیہ ہندوستان و کشمیر

نمبر شمار	نام جماعت	عہدہ	نام و پتہ عہدہ داران	کیفیت
۱	بھاگلپور	پریذیڈنٹ	مولوی ابوالحسن صاحب۔ ربانی کالج رام سر بھاگلپور سٹی۔	نوٹ:- جملہ عہدیداران کی میعاد ۳۰ اپریل ۱۹۵۴ء تک ہے۔ (ناظر اعلیٰ قادیان)
۲	کنہ پورہ	”	ولی محمد صاحب ڈار۔ کنہ پورہ ڈاکخانہ کونگام کشمیر۔	
۳	صوبہ اڑلیسہ	پراونشل امیر	مولوی سید محمد احمد صاحب پنشن ٹیچر گورنمنٹ ہائی سکول سمبلپور (اڑلیسہ)	
۴	”	پراونشل نائب امیر	مولوی سید فضل الرحمٰن صاحب بی۔ اے C/O Readymades Dhenkanal (B.N.R) (ORISSA)	
۵	موسٰی بنی مائینز	سکرٹری تعلیم تربیت	کمال الدین صاحب معرفت شیخ حمید صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ موسٰی بنی مائینز۔ سنگھ بھوم (بہار)	
۶	بنگلور سٹی	سکرٹری امور عامہ	M. ABDUL JALIL SAHIB 26 New market Frontage Benlore city	
۷	”	نائب سکرٹری امور عامہ	محمد صبغت اللہ صاحب P.B.NO 123 Benlore city	
۸	کینانور	سکرٹری مال	پی۔ عبدالحمید صاحب معرفت این حامد صاحب C/O The Sathyadoothan office Cannanore (N. MALABAR)	